مفتی محمد امین صاحب پالن پوری کا تعارف

اس مضمون میں والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری استاذِ حدیث وفقہ ومرتب فتاوی دارالعلوم دیوبند کی دینی، علمی اور اصلاحی خدمات اور سوانح حیات کا تذکرہ ہے۔

مضمون نگار

مفتی مصطفیٰ امین پالن پوری ثم دیوبندی

معاون مرتب فتاوی دارالعلوم دیوبند

ومالک مکتبہ: دارالعرفان دیوبند

+91 98370 94598

فہرست مضامین

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری استاذ حدیث وفقہ و مرتب فتاوی دار العلوم دیوبند دامت برکاتہم العالیہ کے مفصل حالات وسوانح راقم الحروف (مصطفی امین پالن پوری معاون مرتب فتاوی دار العلوم دیوبند) نے مرتب کرکے ''آب حیات'' کے نام سے اپنے مکتبہ ''دار العرفان دیوبند'' سے شائع کیے ہیں، مگر انٹرنیٹ فارم پر میسر نہیں ہیں، اس لیے لاہور (پاکستان) سے ایک خاتون نے دار العلوم دیوبند کے اربابِ اہتمام سے والد صاحب کی دینی، ادبی خدمات اور سوانح حیات سے آگاہ کرنے کی درخواست کی ہے؛ جو درج ذیل ہے:

''السلام علیکم!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ میرا نام: وردہ اکرم انصاری ہے، میرا تعلق گورنمنٹ کالج یونیورسٹی (جی سی یو) لاہور کے شعبۂ عربی و علوم اسلامیات کے ایم فل سیشن سے ہے، میں ایم فل سال دوم کی طالب علم ہوں، اور مقالہ نگاری کے مرحلے میں آپ کے خصوصی تعاون کی طلب گار ہوں، عرض یہ کہ میرا موضوعِ تحقیق شاہ ولی اللہ کی کتاب ''الفوز الکبیر'' کی دو معاصر شروح ''الفوز العظیم'' اور ''الخیر الکثیر'' کا تقابلی جائزہ...... ہے، لیکن ان شروح کے صاحبِ تالیف اور تشریح کے حالات وسوانح کسی لائبریری اور انٹرنیٹ فارم پر میسر نہیں ہیں، ان شروح میں

۱)الفوز العظیم اردو شرح الفوز الکبیر: مولانا خورشید انور قاسمی فیض آبادی۔
۲)الخیر الکثیر اردو شرح الفوز الکبیر: مولانا مفتی محمد امین بن یوسف صاحب پالن پوری زید مجدہم؛ جن کا تعلق دار العلوم دیوبند سے ہے، ان کی دینی ادبی خدمات اور سوانح حیات سے استفادہ فرمائیں، آپ کی بہت ممنون ہوں گی۔ والسلام''

۲ ستمبر، سنہ ۲۰۲۰ء

حضرت اقدس مولانا مفتی ابو القاسم نعمانی بنارسی صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند دامت برکاتہم نے مذکورہ بالا تحریر راقم الحروف کے پاس اس غرض سے بھیجی کہ میں والد صاحب کی دینی ادبی خدمات اور سوانح سے موصوفہ کو آگاہ کروں اس لیے والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری مدظلہ العالی کا تعارف تحریر کر کے انٹرنیٹ پر ڈال رہا ہوں۔

مصطفیٰ امین پالن پوری ثم دیوبندی
معاون مرتب فتاوی دار العلوم دیوبند
۲۲ محرم الحرام، سنہ ۱۴۴۲ھ
۱۱ ستمبر، سنہ ۲۰۲۰ء، بہ روز جمعہ

مفتی محمد امین صاحب پالن پوری کا تعارف

آپ کا نام مع ولدیت: محمد امین بن یوسف بن علی پالن پوری ثم دیوبندی حنفی۔
تاریخ پیدائش: ۱۵/ جنوری، سنہ ۱۹۵۲ء مطابق ۱۷/ ربیع الآخر، سنہ ۱۳۷۱ھ۔
جائے پیدائش: ’’مجاہد پورہ‘‘، ڈاک خانہ: ڈبھاڈ (DABHAD) تحصیل: کھیرالو (KHERALU) ضلع: مہسانہ (MAHESANA) شمالی گجرات، انڈیا۔
آبائی وطن: ’’کالیڑہ‘‘ (Kaleda) ہے، جو ’’مجاہد پورہ‘‘ سے دو تین کلومیٹر دور شمال میں واقع ہے، اور علاقۂ پالن پور (ضلع: بناس کانٹھا، شمالی گجرات) کی مشہور مسلم بستی ہے، اس لیے آپ ’’پالن پوری‘‘ سے مشہور ہیں۔
مستقل رہائش گاہ اور موجودہ وطن: محلہ: قلعہ، دیوبند، ضلع: سہارن پور، یوپی، انڈیا۔

دینی اور عصری تعلیم

والد صاحب کی جہاں پیدائش ہوئی تھی وہاں نہ کوئی مکتب تھا، نہ کوئی اسکول تھا، اس لیے قریب ترین بستی ’’ہردے واسنہ‘‘ (HARDEVASNA) میں ابتدائی دینی اور عصری تعلیم حاصل کی، آپ اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ صبح پیدل جاتے تھے، دس بجے تک مدرسہ میں پڑھتے تھے، اس کے بعد اسکول میں جاتے تھے، اور شام کو پانچ بجے گھر واپس آتے تھے، آپ کے بچپن کے استاذ حضرت مولانا اسماعیل صاحبؒ باقی والا تھے، جن کا چند سال پہلے انتقال ہو گیا، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں، اور ان کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین!

جب والد صاحب کی عمر تقریباً دس سال کی ہوئی، تو سنہ ۱۹۶۲ء مطابق سنہ ۱۳۸۲ھ میں اپنے برادر محترم حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری قدس سرہٗ کے ہمراہ دار العلوم دیوبند تشریف لائے، اور قاری کامل صاحب دیوبندی رحمہ اللہ کے یہاں حفظ قرآن کریم کا آغاز کیا، کچھ دنوں کے بعد حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب نے خود تحفیظِ قرآن کی ذمہ داری سنبھالی، اور دو (۲) سال میں آپ کو حافظ بنا دیا۔

جب تایا ابا حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدرس ہوکر دار العلوم اشرفیہ راندیر (سورت) تشریف لے گئے تو والد صاحب بھی موصوف کے ہمراہ سنہ ۱۳۸۴ھ میں راندیر چلے گئے، اور فارسی کی کتابیں اپنے برادر محترم سے پڑھیں، فارسی کی تعلیم مکمل کر کے عربی کی ابتدائی تعلیم کے لیے دار العلوم اشرفیہ راندیر (سورت) میں داخلہ لیا، اور عربی کی ابتدائی تعلیم دار العلوم اشرفیہ میں حاصل کی، عربی اوّل، دوم اور سوم کی بعض کتابیں حضرت مولانا قاضی محی الدین صاحب راندیری رحمہ اللہ سے اور بعض کتابیں حضرت مولانا یوسف صاحب بوڈھانیہ رحمہ اللہ سے پڑھیں۔

مظاہر علوم سہارن پور میں داخلہ

پھر سہارن پور آکر مظاہر علوم میں داخلہ لیا، اور کافیہ، سلم العلوم وغیرہ کتابیں: حضرت مولانا محمد یامین صاحب سہارن پوری رحمہ اللہ سے، اور شرح جامی: حضرت مولانا صدیق احمد صاحب جموی رحمہ اللہ سے اور کنز الدقائق وغیرہ: حضرت مولانا محمد سلمان صاحب قدّس سرہٗ (سابق ناظم اعلیٰ مظاہر علوم سہارن پور) سے اور کچھ کتابیں: حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سہارن پوری رحمہ اللہ سے پڑھیں۔

دار العلوم دیوبند میں داخلہ

پھر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے دار العلوم دیوبند آئے، اور دار العلوم دیوبند میں داخل ہوکر ہدایہ اوّل: حضرت مولانا قمر الدین صاحب گورکھپوری دامت برکاتہم سے، ہدایہ ثانی: حضرت مولانا خورشید عالَم صاحب دیوبندی قدّس سرّہٗ (سابق ناظم تعلیمات دار العلوم وقف دیوبند) سے، میبذی: حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب قدّس سرّہٗ سے، مقامات حریری: حضرت مولانا وحید الزمان صاحب کیرانوی رحمہ اللہ سے، اور دیگر اساتذۂ کرام سے بعض کتابیں پڑھیں۔

اور سنہ ۱۳۹۰ - ۱۳۹۱ھ میں مشکاۃ شریف جلد اوّل: حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی قدّس سرہٗ (سابق مہتمم دار العلوم وقف دیوبند) سے، مشکاۃ شریف جلد ثانی: حضرت مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندی رحمہ اللہ سے، ہدایہ آخرین: حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندی رحمہ اللہ (سابق نائب مہتمم اور صدر المدرسین دار العلوم دیوبند) سے، تفسیر بیضاوی: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مُرادآبادی رحمہ اللہ (سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند) سے، اور دیگر اساتذۂ کرام سے عربی ہفتم کی بقیہ کتابیں پڑھیں۔

دار العلوم دیوبند میں درجہ بندی کب ہوئی؟

والد صاحب کی طالب علمی کے زمانے میں دار العلوم دیوبند میں درجہ بندی نہیں تھی، طالب علم کو اختیار ہوتا تھا کہ کسی بھی درجہ کی کتاب جس اُستاذ کے پاس پڑھنا چاہے پڑھے، البتہ دورۂ حدیث میں داخلہ کے لیے مشکاۃ شریف، ہدایہ آخرین، شرح عقائد، تفسیر بیضاوی اور شرح نخبۃ پڑھنا ضروری تھا، اور اس کو "موقوف علیہ تام" کہا جاتا تھا، "موقوف علیہ تام" پڑھے بغیر کسی کا دورۂ حدیث میں داخلہ

نہیں ہوتا تھا۔

لیکن سنہ ۱۳۹۰ھ مطابق سنہ ۱۹۷۰ء میں دار العلوم دیوبند میں درجہ بندی عمل میں آئی، طلبہ نے اختلاف کیا مگر اُن کی بات سنی نہیں گئی، اور درجہ بندی کو لازم قرار دے دیا، اور طالب علموں کی خاطر یہ قانون بنایا گیا کہ ”جس نے نیچے درجہ کی دو کتابیں نہیں پڑھیں اس کو اوپر والے درجہ میں داخل کیا جائے“، اس قانون سے بہت سے طلبہ نے فائدہ اُٹھایا، اور والد صاحب نے تفسیر جلالین جیسی اہم کتاب نہیں پڑھی تھی، پھر بھی ان کو عربی ہفتم میں داخل کر دیا گیا، والد صاحب نے اَربابِ انتظام سے کہا کہ میں اس سال عربی ہفتم نہیں؛ عربی ششم پڑھنا چاہتا ہوں، کیونکہ میں نے جلالین شریف نہیں پڑھی، مگر انتظامیہ نے والد صاحب کی بات نہیں مانی، مجبوراً والد صاحب نے سنہ ۱۳۹۰-۹۱ھ میں دار العلوم دیوبند میں عربی ہفتم کی کتابیں پڑھیں۔

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب کی خدمت میں

لیکن والد صاحب پورے سال پریشان رہے، اور سوچتے رہے کہ میں نے تفسیر جلالین نہیں پڑھی، اس کی تلافی کیسے ہوگی؟ بالآخر جب رمضان المبارک کی تعطیل میں گھر گئے تو فیصلہ کیا کہ ایک سال برادر محترم حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب کے پاس چلا جاؤں، اور جلالین وغیرہ پڑھ کر دورۂ حدیث پڑھوں، مگر والد صاحب نے کسی کے سامنے اس کا اظہار نہیں کیا، شوال سنہ ۱۳۹۱ھ میں گھر سے دار العلوم دیوبند کے لیے روانہ ہوئے، جب پالن پور پہنچے تو دیوبند کا ٹکٹ لینے کے بجائے سورت کا ٹکٹ لیا، اور برادر محترم حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب کے پاس پہنچ گئے، اور حقیقتِ حال سے موصوف کو آگاہ کیا تو آپ خوش ہوئے، اور فرمایا: تم نے ٹھیک کیا، میرے پاس رہو اور جو کتابیں پڑھنا چاہتے ہو پڑھو۔

چنانچہ والد صاحب نے دار العلوم اشرفیہ میں داخلہ لیے بغیر حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب سے شرح عقائد، ترمذی شریف اور دیگر کتابیں پڑھیں، اور حضرت مولانا محمد رضا اجمیری صاحب قدّس سرّہٗ (سابق شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ راندیر) سے جلالین شریف پڑھی، —— شیخ اجمیری بڑے بزرگ اور جید عالم تھے، جس زمانے میں حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دار العلوم اشرفیہ راندیر میں ترمذی شریف وغیرہ کتابیں پڑھاتے تھے، اسی زمانہ میں موصوف بخاری شریف اور جلالین شریف وغیرہ کتابیں پڑھاتے تھے۔

دار العلوم دیوبند میں دوبارہ داخلہ

پھر والد صاحب نے شوال سنہ ۱۳۹۲ھ مطابق سنہ ۱۹۷۲ء میں دوبارہ دار العلوم دیوبند میں داخل ہوکر دورۂ حدیث کی کتابیں درج ذیل اساتذہ سے پڑھیں:

۱) بخاری شریف جلد اوّل: کتاب الایمان تک حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندی قدّس سرّہٗ (سابق مہتمم دار العلوم دیوبند) سے، اور کتاب الایمان سے کتاب العلم تک: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مرادآبادی رحمہ اللہ (سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند) سے، اور کتاب العلم سے آخر تک: حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندی رحمہ اللہ سے، اور بخاری شریف جلد ثانی: حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی قدّس سرّہٗ سے پڑھی۔

۲) مسلم شریف: حضرت مولانا عبد الاحد صاحب دیوبندی قدّس سرّہٗ سے۔

۳) ترمذی شریف: حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مرادآبادی اور حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندی رحمہما اللہ سے۔

۴) اور شمائل ترمذی: بھی حضرت مولانا معراج الحق صاحبؒ سے پڑھی۔

۵) ابوداؤد شریف: حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری قدّس سرّہٗ سے۔

۶) نسائی شریف: حضرت مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندی قدّس سرّہٗ سے۔
۷) طحاوی شریف: حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب بلندشہری قدّس سرّہٗ سے۔
۸) ابن ماجہ شریف: حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری قدّس سرّہٗ سے۔
۹) موطأ امام مالک: حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب اعظمی قدّس سرّہٗ سے۔
۱۰) موطأ امام محمد: حضرت مولانا محمد سالم صاحب دیوبندی قدّس سرّہٗ (سابق مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند) سے۔

تکمیلِ ادب اور تکمیلِ افتاء

دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد سنہ ۱۳۹۳ھ مطابق سنہ ۱۹۷۳ء میں تکمیل ادب میں داخلہ لیا، اور اکثر کتابیں حضرت مولانا وحیدالزمان صاحب کیرانوی قدّس سرّہٗ سے اور تاریخ الادب العربی: حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی دامت برکاتہم (نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند) سے پڑھیں۔

پھر سنہ ۱۳۹۴ھ مطابق سنہ ۱۹۷۴ء میں دارالافتاء میں داخلہ لے کر افتاء کی تعلیم حاصل کی، اس وقت دارالافتاء میں حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی، حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب اعظمی، حضرت مولانا مفتی علی احمد سعید صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا مفتی کفیل الرحمن صاحب نشاط دیوبندی رحمہم اللہ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں فتوی نویسی وغیرہ کی خدمات انجام دے رہے تھے، والد صاحب نے ان سب حضرات سے استفادہ فرمایا، اور فتوی نویسی کی مشق اور تعلیم حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ سے اور حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری قدّس سرّہٗ سے حاصل کی، موصوف شوال سنہ ۱۳۹۳ھ میں درس و تدریس کے لیے دارالعلوم دیوبند تشریف لا چکے تھے، والد صاحب نے تکمیل ادب اور تکمیل افتاء کے سال اپنے برادر محترم حضرت مولانا مفتی

سعید احمد صاحب پالن پوریؒ سے خوب استفادہ کیا، موصوف نے دار العلوم دیوبند میں تشریف لاتے ہی خارج میں عصر کے بعد حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کی دقیق ترین کتاب ''آبِ حیات'' وغیرہ کا درس شروع کر دیا تھا، والد صاحب اور دیگر اعلیٰ استعداد والے طلبہ موصوف کے درس میں شریک ہوتے تھے، اور موصوف مکمل تیاری کر کے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی کتابیں پڑھاتے تھے۔

بیعت وسلوک

والد صاحب نے جب مظاہر علوم سہارن پور میں پڑھتے تھے، اُسی زمانے میں شیخ طریقت حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب قدّس سرّہٗ (سابق شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارن پور) کے دستِ حق پرست پر بیعت کی تھی، اور جب تک مظاہر علوم میں رہے عصر کے بعد پابندی سے اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، جب دار العلوم دیوبند آ گئے، تو وقتاً فوقتاً حضرت اقدس مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی قدّس سرّہٗ کے ہمراہ اپنے شیخ کے پاس جایا کرتے تھے، اور درس وتدریس کے زمانے میں رمضان المبارک کی تعطیل میں سہارن پور تشریف لاتے تھے، اور اپنے شیخ کی خدمت میں رہتے تھے۔

حضرت اقدس مفتی محمود الحسن صاحبؒ کی خدمت میں

جب شیخ طریقت ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ چلے گئے تو حضرت اقدس مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی قدّس سرّہٗ سے درخواست کی کہ احقر آپ کے دست حق پرست پر بیعت کرنا چاہتا ہے، تو حضرت اقدس مفتی صاحب نے فرمایا:

''تم شیخ طریقت حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سے بیعت کر چکے ہو، حضرت زندہ ہیں اس لیے مجھ سے اصلاحی تعلق رکھو، اور اپنی اصلاح کی فکر کرو''۔

چنانچہ جب تک حضرت اقدس مفتی صاحب قدّس سرہ دیوبند میں مقیم رہے، والد صاحب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے، اور اپنی اصلاح کرتے رہے، اور بیعت کو ضروری نہیں سمجھا، کیونکہ اصل اصلاحِ نفس ہے، اگر نفس سنور جائے تو مطلوب حاصل ہے، اور بیعت وسیلہ اور ذریعہ ہے، جو حضرات بیعت کو اہمیت دیتے ہیں، اور اصلاح کی فکر نہیں کرتے، ان کا طرزِ عمل ٹھیک نہیں۔

حضرت اقدس مولانا اسعد اللہ صاحب کی خدمت میں

والد صاحب جس زمانہ میں مظاہر علوم سہارن پور میں پڑھتے تھے، اس وقت حضرت اقدس مولانا اسعد اللہ صاحب رام پوری قدّس سرّہٗ مظاہر علوم سہارن پور کے ناظم اعلیٰ تھے، موصوف حضرت تھانوی قدّس سرّہٗ کے خلیفہ، جیّد عالم دین اور بہترین شاعر تھے۔

ایک دن موصوف سردی کے موسم میں مظاہر علوم کے دار قدیم کے صحن میں چار پائی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ والد صاحب اُن کے پاس سے گزرے تو حضرت اقدس نے والد صاحب کو بُلایا اور نام پوچھا، : بیٹا! تمہارا کیا نام ہے؟ والد صاحب نے کہا: ''محمد امین''۔ حضرت نے فی البدیہہ فرمایا:

عزیزم مکرّم محمد امین ۞ خدا تم کو رکھے ہمیشہ امین

اس واقعہ کے بعد والد صاحب عشاء کے بعد جب مطالعہ سے فارغ ہو جاتے تو حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، اور حضرت کے پاؤں دبایا کرتے تھے، حضرت اقدس اس دوران قیمتیں نصیحتیں کیا کرتے تھے، والد صاحب فرماتے ہیں کہ ان نصائح سے مجھے بڑا فائدہ ہوا، اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے درجات بلند فرمائیں، اور ان کی قبر کو سراپا نور بنائیں۔ آمین!

حضرت اقدس حکیم الاسلام صاحب کی خدمت میں

والد صاحب نے فرمایا: جب میں دار العلوم دیوبند میں ہدایہ اولین، ہدایہ آخرین اور دورۂ حدیث پڑھتا تھا، اس وقت عصر کے بعد حضرت اقدس حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیّب صاحب قدّس سرّہٗ (سابق مہتمم دار العلوم دیوبند) کی مجلس میں پابندی سے شریک ہوتا تھا، اور سوالات کرتا تھا، حضرت اقدس حکیم الاسلام نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ مسئلہ کی وضاحت فرماتے تھے، اور حکمت کی باتیں بتاتے تھے۔

والد صاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ میں اس زمانے میں مشکاۃ شریف اور دورۂ حدیث پڑھتا تھا، اس لیے ایمان و اسلام کے تعلق سے ایسی باتیں دریافت کرتا تھا جو سبق میں اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتی تھیں، حضرت حکیم الاسلام مسئلہ کی ایسی وضاحت فرماتے تھے کہ ذہن میں جتنے شبہات ہوتے تھے، سب ختم ہوجاتے تھے، اور ایمان و یقین پختہ ہوجاتا تھا، اس لیے احقر طالبانِ علومِ نبوّت سے گزارش کرتا ہے کہ ایمان کے تعلق سے اگر کوئی شبہ ہو تو اپنے اَساتذۂ کرام کی خدمت میں حاضر ہوکر اس کو دور کرنے کی پوری کوشش کریں، ورنہ شیطان آپ کو راہِ حق سے بھٹکا دے گا، اللہ تعالیٰ حضرت اقدس حکیم الاسلام کے درجات بلند فرمائیں اور ان کی قبر کو سراپا نور بنائیں۔ آمین!

والد صاحب کا قابلِ رَشک عمل

والد صاحب جب مدرس ہوکر دار العلوم دیوبند میں تشریف لائے تو درس و تدریس کے ساتھ اپنے برادر محترم و مکرم حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب قدّس سرّہٗ کے درس میں شریک ہوتے تھے، اور طلبہ کی صف میں بیٹھ کر درس کی

سماعت فرماتے تھے، چنانچہ جس زمانہ میں والد صاحب دار العلوم دیوبند میں مشکاۃ شریف، ہدایہ آخرین وغیرہ کتابیں پڑھاتے تھے، اسی زمانے میں حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب ترمذی شریف اور حجۃ اللہ البالغہ کا درس دیتے تھے، والد صاحب اپنے برادر محترم کے ان دونوں درسوں میں پابندی کے ساتھ شریک ہوتے تھے، اور سماعت فرماتے تھے، اور تایا ابا آپ کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ جب تک والد صاحب حاضر نہیں ہوجاتے تھے، درس شروع نہیں فرماتے تھے۔

خدمت کا نقد صلہ

نیز والد صاحب روزانہ پابندی کے ساتھ عصر کے بعد اپنے برادر مکرم ومحترم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، اور موصوف کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہوتے تھے، اور دار العلوم دیوبند کے درجۂ علیا کے مدرس ہونے کے باوجود اپنے مشفق اُستاذ ومربی کی خوب خدمت کرتے تھے، اور اس کو اپنے لیے باعثِ اِفتخار سمجھتے تھے۔ والد صاحب فرماتے ہیں کہ میرے علم میں جو جلا پیدا ہوئی وہ برادر محترم ومکرم کی خدمت کا نقد صلہ ہے، یہی میرے سب سے بڑے مرشد ومربی اور شیخ طریقت ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین!

درس وتدریس

والد صاحب نے تمام علوم مروّجہ کی تکمیل کے بعد شوال سنہ ۱۳۹۵ھ مطابق سنہ ۱۹۷۵ء میں علامہ محمد بن طاہر پٹنی رحمہ اللہ کے قائم کردہ مدرسہ ''کنز مرغوب'' پٹن (شمالی گجرات) میں درس وتدریس کا آغاز فرمایا، مشکاۃ شریف، نور الانوار وغیرہ کتابیں پڑھائیں، دو سال کے بعد دار العلوم تارا پور، ضلع: کھیڑا (گجرات) چلے گئے، یہاں تقریباً ڈھیڑھ سال تک دورۂ حدیث اور درجۂ مشکاۃ

شریف کی کتابوں کا درس دیا، چند ماہ دارالعلوم آنند، ضلع: کھیڑا (گجرات) میں مسلم شریف اور مشکاۃ شریف وغیرہ کتابیں پڑھائیں، پھر امداد العلوم وڈالی (شمالی گجرات) میں کچھ عرصہ تک ابوداؤد شریف، ہدایہ اولین وغیرہ کتابیں پڑھائیں۔

دارالعلوم دیوبند میں آپ کا تقرّر اور تعلیمی خدمات

سنہ ۱۴۰۲ھ مطابق سنہ ۱۹۸۲ء میں آپ کا تقرّر دار العلوم دیوبند میں ہوا، اُس وقت سے اب تک دارالعلوم دیوبند میں درس وتدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں، والد صاحب نے دار العلوم دیوبند میں جو کتابیں اب تک پڑھائی ہیں ان کی تفصیل سنہ وار درج ذیل ہے:

سنہ ۱۴۰۲ھ میں: مشکاۃ شریف جلد ثانی، ہدایہ رابع، ملّا حسن، قدوری، سراجی۔

سنہ ۰۲-۱۴۰۳ھ میں: کنز الدقائق وشرح وقایہ جلد ثانی، جلالین شریف ثانی مع الفوز الکبیر، ملّا حسن، دیوان المتنبّی، سراجی۔

سنہ ۰۳-۱۴۰۴ھ میں: جلالین شریف جلد ثانی، الفوز الکبیر، ملّا حسن، حسامی، ہدایہ اوّل، سراجی۔

سنہ ۰۴-۱۴۰۵ھ میں: جلالین شریف جلد ثانی، ملّا حسن، حسامی، ہدایہ اوّلین، سراجی، الفوز الکبیر، مقدمہ ابن صلاح۔

سنہ ۰۵-۱۴۰۶ھ میں: جلالین شریف جلد اوّل، حسامی، ہدایہ ثانی، شرح عقائد نسفی، سراجی، الفوز الکبیر۔

سنہ ۰۶-۱۴۰۷ھ میں: جلالین شریف جلد اوّل، حسامی، ہدایہ جلد ثانی، شرح عقائد نسفی، سراجی، الفوز الکبیر۔

سنہ ۰۷-۱۴۰۸ھ میں: حسامی، جلالین شریف جلد اوّل، شرح عقائد نسفی، سراجی، ہدایہ جلد ثانی، الفوز الکبیر۔

سنہ ۰۹ - ۱۴۰۸ھ میں: جلالین شریف جلد اوّل، الفوز الکبیر، حسامی، شرح عقائد نسفی، سراجی، ہدایہ جلد ثانی۔

سنہ ۱۰-۱۴۰۹ھ میں: ہدایہ جلد ثانی، حسامی، شرح عقائد نسفی، سراجی، جلالین شریف اوّل، الفوز الکبیر۔

سنہ ۱۱-۱۴۱۰ھ میں: شرح عقائد نسفی، سراجی، حسامی، ہدایہ رابع۔

سنہ ۱۲-۱۴۱۱ھ میں: ہدایہ رابع، شرح عقائد نسفی، سراجی، حسامی۔

سنہ ۱۳ - ۱۴۱۲ھ میں: ہدایہ رابع، حسامی، شرح عقائد نسفی، سراجی، مشکاۃ شریف ثانی۔

سنہ ۱۴ - ۱۴۱۳ھ میں: ہدایہ رابع، حسامی، شرح عقائد نسفی، سراجی، مشکاۃ شریف ثانی، شرح نخبۃ الفکر۔

سنہ ۱۵ - ۱۴۱۴ھ میں: ہدایہ رابع، حسامی، شرح عقائد نسفی، سراجی، مشکاۃ شریف ثلث آخر، شرح نخبۃ الفکر۔

سنہ ۱۶-۱۴۱۵ھ میں: ہدایہ رابع، الفوز الکبیر بعدہ حسامی تمام، شرح عقائد نسفی تمام بعدہ سراجی، مشکاۃ ثلث آخر، نگرانی مطالعہ تاریخ المذاہب الاسلامیہ(۱)۔

سنہ ۱۷-۱۴۱۶ھ میں: ہدایہ رابع، الفوز الکبیر بعدہ حسامی تمام، شرح عقائد نسفی تمام بعدہ سراجی تا باب ذوی الارحام، مشکاۃ شریف ثلث آخر از کتاب اللباس تا ختم کتاب، موطا امام محمدؒ، نگرانی مطالعہ تاریخ المذاہب الاسلامیہ۔

سنہ ۱۸-۱۴۱۷ھ میں: ہدایہ رابع، الفوز الکبیر بعدہ حسامی تمام، شرح عقائد نسفی تمام بعدہ سراجی تا باب ذوی الارحام، مشکاۃ شریف ثلث آخر از کتاب اللباس تا

---

(۱) سنہ ۱۴۱۶ھ تا ۱۴۲۰ھ کے نقشۂ اسباق میں والد صاحب کے نام ''نگرانی مطالعہ تاریخ المذاہب الاسلامیہ'' ہے، مگر والد صاحب نے اس کی نگرانی سے انکار کر دیا تھا، تفصیل ''والد صاحب کی خیر خواہی'' کے عنوان کے تحت آ رہی ہے۔ ۱۲

ختم،موطا امام محمدؒ،نگرانی مطالعہ تاریخ المذاہب الاسلامیہ،نگرانی مطالعہ اصح السیر ۔

سنہ ۱۹ ۔۱۸ ۱۴ھ میں: ہدایہ رابع ، الفوز الکبیر بعدہ حسامی تمام،شرح عقائد نسفی تمام بعدہ سراجی تا باب ذوی الارحام،مشکاۃ شریف ثلث آخر از کتاب اللباس تا ختم،موطا امام محمدؒ،نگرانی مطالعہ تاریخ المذاہب الاسلامیہ،نگرانی مطالعہ اصح السیر ۔

سنہ ۲۰ ۔۱۹ ۱۴ھ میں: ہدایہ رابع ، الفوز الکبیر بعدہ حسامی تمام،شرح عقائد نسفی تمام بعدہ سراجی تا باب ذوی الارحام،مشکاۃ شریف ثلث آخر از کتاب اللباس تا ختم،موطا امام محمدؒ،نگرانی مطالعہ تاریخ المذاہب الاسلامیہ،نگرانی مطالعہ اصح السیر ۔

سنہ ۲۱ ۔۲۰ ۱۴ھ میں: ہدایہ رابع ، الفوز الکبیر بعدہ حسامی تمام،شرح عقائد نسفی تمام بعدہ سراجی تا باب ذوی الارحام،مشکاۃ شریف ثلث آخر از کتاب اللباس تا ختم کتاب،موطا امام محمدؒ،نگرانی مطالعہ اصح السیر ۔

سنہ ۲۲ ۔۲۱ ۱۴ھ میں: ہدایہ رابع ، الفوز الکبیر بعدہ حسامی تمام،شرح عقائد نسفی تمام بعدہ سراجی تا باب ذوی الارحام،مشکاۃ شریف ثلث آخر از کتاب اللباس تا ختم کتاب،موطا امام محمدؒ،نگرانی مطالعہ اصح السیر ۔

سنہ ۲۳ ۔ ۲۲ ۱۴ھ میں: ہدایہ رابع ، الفوز الکبیر بعدہ حسامی تمام،شرح عقائد نسفی تمام بعدہ سراجی تا باب ذوی الارحام، مشکاۃ شریف ثلث آخر از کتاب اللباس تا ختم کتاب،موطا امام محمدؒ،نگرانی مطالعہ اصح السیر ۔

سنہ ۲۴ ۔ ۲۳ ۱۴ھ میں: ہدایہ رابع ، الفوز الکبیر بعدہ حسامی تمام،شرح عقائد نسفی تمام بعدہ سراجی تا باب ذوی الارحام، مشکاۃ شریف ثلث آخر از کتاب اللباس تا ختم کتاب،موطا امام محمدؒ،نگرانی مطالعہ اصح السیر ۔

سنہ ۲۵ ۔ ۲۴ ۱۴ھ میں: ہدایہ رابع ، الفوز الکبیر بعدہ حسامی تمام،شرح عقائد نسفی تمام بعدہ سراجی تا باب ذوی الارحام، مشکاۃ شریف ثلث آخر از کتاب اللباس تا ختم کتاب،موطا امام محمدؒ،نگرانی مطالعہ اصح السیر ۔

سنہ ۲۶-۱۴۲۵ھ میں: ہدایہ رابع، الفوز الکبیر بعدہ حسامی تمام، شرح عقائد نسفی تمام بعدہ سراجی تا باب ذوی الارحام، مشکاۃ شریف ثلث آخراز کتاب اللباس تا ختم کتاب، موطا امام محمدؒ، نگرانی مطالعہ اصح السیر۔

سنہ ۲۷-۱۴۲۶ھ میں: ہدایہ ثالث، ہدایہ ثانی، شرح عقائد نسفی مع سراجی، مشکاۃ شریف ثلث ثانی، موطا امام محمدؒ۔

سنہ ۲۸-۱۴۲۷ھ میں: ہدایہ ثالث، شرح عقائد نسفی مع سراجی، مشکاۃ شریف ثلث ثانی، موطا امام محمدؒ۔

سنہ ۲۹-۱۴۲۸ھ میں: ہدایہ ثالث، شرح عقائد نسفی مع سراجی، مشکاۃ شریف ثلث ثانی، موطا امام محمدؒ۔

سنہ ۳۰-۱۴۲۹ھ میں: ہدایہ ثالث، شرح عقائد نسفی مع سراجی، مشکاۃ شریف ثلث ثانی، ابن ماجہ شریف۔

سنہ ۳۱-۱۴۳۰ھ میں: ہدایہ ثالث، شرح عقائد نسفی مع سراجی، مشکاۃ شریف ثلث ثانی، ابن ماجہ شریف۔

سنہ ۳۲-۱۴۳۱ھ میں: ہدایہ ثالث، شرح عقائد نسفی مع سراجی، مشکاۃ شریف ثلث ثانی، ابن ماجہ شریف۔

سنہ ۳۳-۱۴۳۲ھ میں: ہدایہ ثالث، شرح عقائد نسفی مع سراجی، مشکاۃ شریف ثلث ثانی، ابن ماجہ شریف۔

سنہ ۳۴-۱۴۳۳ھ میں: ہدایہ ثالث، مشکاۃ شریف ثلث ثانی، شرح عقائد نسفی مع سراجی، نسائی شریف۔

سنہ ۳۵-۱۴۳۴ھ میں: شرح عقائد نسفی مع سراجی، مشکاۃ شریف ثلث ثانی، ہدایہ ثالث، نسائی شریف۔

سنہ ۳۶-۱۴۳۵ھ میں: مشکاۃ ثلث ثانی، ہدایہ ثالث، نسائی شریف۔

سنہ ۳۷-۱۴۳۶ھ میں: ہدایہ ثالث، مشکاۃ ثلث ثانی، نسائی شریف۔

سنہ ۳۸-۱۴۳۷ھ میں: ہدایہ ثالث، مشکاۃ ثلث ثانی، نسائی شریف۔

سنہ ۳۹-۱۴۳۸ھ میں: ہدایہ ثالث، ابوداؤد شریف جلد اوّل۔

سنہ ۴۰-۱۴۳۹ھ میں: ابوداؤد شریف جلد اوّل، شرح عقائد نسفی مع سراجی۔

سنہ ۴۱-۱۴۴۰ھ میں: ابوداؤد شریف جلد اوّل (ششماہی اوّل) ہدایہ رابع۔

سنہ ۴۲-۱۴۴۱ھ میں لاک ڈاؤن کی وجہ سے اس تحریر کو سپردِ قرطاس کرنے تک نہ اسباق تقسیم ہوئے نہ تعلیم کا آغاز ہوا ہے۔

والد صاحب کی خیر خواہی

والد صاحب اپنے آپ کو دارالعلوم دیوبند کا ادنیٰ خادم سمجھتے ہیں طالبانِ علوم نبوّت کے لیے جو چیز مفید ہوتی ہے، اس کے اجراء کی پوری کوشش کرتے ہیں، اور جو چیز طالبانِ علوم نبوّت کے لیے مُضر ہوتی ہے اس کے بارے میں انتہائی کوشش کرتے ہیں کہ جاری نہ ہو، چنانچہ سنہ ۱۴۱۶ھ میں رابطۂ مدارس عربیہ کی مجلس عاملہ نے نصاب میں تبدیلی کا فیصلہ فرمایا اور مختلف درجات میں کچھ کتابوں کا مروجہ نصاب میں اضافہ فرمایا، ان میں سے ایک کتاب شیخ ابو زُہرہ مصری کی 'تاریخ المذاہب الاسلامیہ' تھی، اور دارالعلوم دیوبند کی مؤقر مجلس تعلیمی نے فیصلہ کیا کہ جو استاذ شرح عقائد نسفی پڑھاتا ہے، اس کی نگرانی میں طلبہ اس کا مطالعہ کریں، والد صاحب چونکہ اس زمانہ میں شرح عقائد نسفی بھی پڑھاتے تھے، اس لیے اگلے سال شوال میں ناظم صاحب مجلس تعلیمی دارالعلوم دیوبند نے متعلقہ اَسباق کے ساتھ اس کے مطالعہ کرانے کا حکم صادر فرمایا، والد صاحب نے یہ کتاب دیکھی نہیں تھی، اس لیے جب والد صاحب کے پاس حکم نامہ پہنچا تو دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں گئے، اور کتاب کو گھر لائے، ابھی اَسباق شروع نہیں ہوئے تھے، اس لیے چند

دنوں میں پوری کتاب کا بغور مطالعہ کیا، تو معلوم ہوا کہ اس میں کچھ باتیں اہل السنہ و الجماعۃ کے مسلک سے ہم آہنگ نہیں ہیں، والد صاحب نے فوراً ایک تحریر مرتّب کی، اور حضرت اقدس مولانا مرغوب الرحمن صاحب قدّس سرہٗ (سابق مہتمم دار العلوم دیوبند) کی خدمت میں پیش کی، والد صاحب نے اس تحریر میں ان جگہوں کی نشاندہی کی تھی جو مسلکِ دار العلوم دیوبند سے ہم آہنگ نہیں تھیں، نیز اس تحریر میں والد صاحب نے لکھا تھا کہ احقر ایسی کتاب کا مطالعہ کرانے سے عاجز ہے جو دار العلوم دیوبند کے مسلک سے ہم آہنگ نہ ہو، مہتمم صاحب نے وہ تحریر ناظم مجلس تعلیمی کے پاس بھیج دی، اور والد صاحب نے اس سال مطالعہ نہیں کرایا، اور دار العلوم دیوبند کے دوسرے اساتذۂ کرام نے بھی والد صاحب کی پیروی کی، کیونکہ والد صاحب نے دوسرے اساتذۂ کرام کو حقیقتِ حال سے آگاہ کر دیا تھا۔

دوسرے سال پھر متعلقہ اَسباق کے ساتھ 'تاریخ المذاہب الاسلامیہ' کا مطالعہ کرانے کا حکم نامہ پہنچا تو والد صاحب نے پھر سابقہ تحریر مہتمم صاحب کی خدمت میں پیش کی، اور حضرت مہتمم صاحب نے ناظم مجلس تعلیمی کے پاس بھیج دی، اس سال بھی مطالعہ موقوف رہا، جب والد صاحب اور دیگر اساتذۂ کرام نے جو اُس وقت شرح عقائد نسفی پڑھاتے تھے انہوں نے اس کتاب کا مطالعہ نہیں کرایا تو چند سالوں کے بعد مجلس تعلیمی نے اس کتاب کو نصاب سے خارج کر دیا، اور والد صاحب نے اطمینان کا سانس لیا، اور اللہ جلّ شانہٗ کا شکر ادا کیا۔

فتاوی دار العلوم دیوبند کی ترتیب

درس و تدریس کے علاوہ والد صاحب دار العلوم دیوبند میں جو اہم خدمت انجام دے رہے ہیں، وہ فتاوی دار العلوم دیوبند کی ترتیب و تعلیق کا کام ہے، آپ نے پہلے فتاوی دار العلوم دیوبند کی جلد: ۱۳ سے جلد: ۱۸ تک چھ (۶)

جلدوں کو مرتب فرمایا، جب حضرت اقدس مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی قدّس سرّہٗ کے فتاوی اٹھارہ (۱۸) جلدوں میں مکمل ہو گئے تو دارالعلوم دیوبند کی مؤقر مجلس شوریٰ نے فیصلہ فرمایا کہ فتاوی دارالعلوم دیوبند کی بارہ (۱۲) جلدیں جن کو حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مفتاحی رحمہ اللہ نے مرتب فرمایا ہے، ان کو از سر نو مرتب کیا جائے، اور والد صاحب کو اس کی ذمہ داری سپرد کی گئی، والد صاحب نے انکار کیا کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں، لیکن اَربابِ شوری اور اہتمام نے اصرار فرمایا تو مجبوراً والد صاحب نے اس کو قبول کیا، چنانچہ فتاوی دارالعلوم دیوبند کی ابتدائی چار جلدیں نئی ترتیب، نئے حواشی اور اہم وضاحتوں کے ساتھ مکتبہ دارالعلوم دیوبند سے شائع ہو چکی ہیں، پانچویں جلد تیار ہے اور چھٹی جلد پر کام ہو رہا ہے۔

فتوی نویسی کی خدمت

سنہ ۱۴۰۲ھ میں حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب رحمہ اللہ نے طویل رخصت لے لی تھی، حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدّس سرّہٗ سہارن پور چلے گئے تھے، اور کچھ مفتیانِ کرام نے دارالعلوم دیوبند سے علٰحدگی اختیار کر لی تھی، اس لیے اَربابِ انتظام نے حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ اور والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری کو کتب متعلقہ کی تدریس کے ساتھ شعبۂ افتاء کی نگرانی اور فتوی نویسی کا حکم دیا تھا، جس کو بہ حسن و خوبی تایا ابا اور والد صاحب نے انجام دیا، دونوں حکموں کی نقل درج ذیل ہے:

نقل حکم: ۳۵۳۲ برائے دارالافتاء مؤرخہ ۴/۱۰/۱۴۰۲ھ

’’حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب ناظم شعبۂ دار الافتاء نے طویل رخصت حاصل کی ہے، حضرت موصوف کی عدم موجوگی میں حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری شعبہ کی نگرانی کریں

گے اور تمام جوابات ان کی تصحیح کے بعد ہی روانہ ہوں گے، اس لیے کوئی فتوی بغیر مولانا کے دستخط کے دارالافتاء سے روانہ نہ کیا جائے۔

(حضرت مولانا) نصیر احمد، نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند"

نقل حکم: ۳۵۷۲

"مولانا مفتی محمد امین صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند

سلام مسنون! دارالافتاء میں افتاء کی ڈاک اور جوابات کے کام کے پیش نظر طے کیا گیا ہے کہ آپ روزانہ دو گھنٹہ دارالافتاء میں تشریف لا کر فتوے تحریر فرمادیا کریں۔

(حضرت مولانا) نصیر احمد، نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

۶/شوال ۱۴۰۲ھ"

تالیفات اور اصلاح کردہ کتابوں کا تعارف

والد صاحب درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف کے ذریعہ بھی دینی و اصلاحی خدمات انجام دے رہے ہیں، آپ کی تالیفات وتعلیقات اور اصلاح کردہ کتابوں کا تعارف درج ذیل ہے:

(۱) الخیر الکثیر اردو شرح الفوز الکبیر

یہ 'الفوز الکبیر فی اصول التفسیر کی بہترین اور نہایت آسان اردو شرح ہے، والد صاحب نے اس شرح کو دو مرتبہ تحریر کیا ہے، جس زمانہ میں آپ دارالعلوم دیوبند میں الفوز الکبیر پڑھا رہے تھے، اس وقت تدریس کے ساتھ ساتھ اس کی شرح لکھنی شروع کی، اور پوری کتاب کی شرح لکھی، مگر وہ بہت طویل تھی، کیونکہ اس زمانہ میں جدید تعریب والی الفوز الکبیر کے بجائے قدیم تعریب والی الفوز الکبیر داخل نصاب

تھی، اور قدیم تعریب میں بہت خامیاں تھیں، کیونکہ اصل کتاب فارسی میں ہے، کسی ہندی عالم نے اس کی تعریب کی تھی جس کا نام کسی کو معلوم نہیں، اور فارسی اور اُردو میں اللہ جل شانہٗ کے لیے تعظیمًا جمع کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے، جب کہ عربی میں واحد کا صیغہ استعمال ہوتا ہے، مترجم نے تعریب کے وقت اس کا خیال نہیں رکھا، اور فارسی میں جہاں جمع کی ضمیریں تھیں عربی میں بھی جمع کی ضمیریں استعمال کیں، جس کی وجہ سے مطلب سمجھنے میں بڑی دُشواری پیش آتی تھی، نیز قدیم تعریب میں اس کے علاوہ اور بھی خامیاں تھیں۔

والد صاحب نے قدیم تعریب کی شرح کے وقت ان تمام خامیوں کو اُجاگر کیا تھا، اور جگہ جگہ الفوز الکبیر کی فارسی عبارتیں نقل کی تھیں، تا کہ قارئین کو معلوم ہو جائے کہ شارح نے جو تصحیح کی ہے وہ درست ہے، اس کی وجہ سے شرح بہت طویل ہو گئی تھی، نیز تدریس میں بھی بڑی دُشواری پیش آتی تھی، اور بے کار وقت ضائع ہوتا تھا، اس لیے والد صاحب نے اپنے برادرِ محترم حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب سے درخواست کی کہ آپ الفوز الکبیر کی عربی شرح العون الکبیر لکھ چکے ہیں، اور آپ کو معلوم ہے کہ قدیم تعریب میں کس قدر خامیاں ہیں، اس لیے آپ اس کی جدید تعریب کریں تو بہتر ہوگا، برادرِ محترم نے فرمایا: جدید تعریب کی کوئی ضرورت نہیں، میں نے العون الکبیر میں خامیوں کی نشاندہی کر دی ہے، اس کو دیکھ کر پڑھاتے رہو، والد صاحب نے کہا: پڑھاتے تو ہیں، مگر اس میں بہت پریشانی ہوتی ہے، اور طلبہ کا وقت ضائع ہوتا ہے، اس لیے آپ فارسی کا عربی میں نیا ترجمہ کریں، ہم اَساتذۂ دار العلوم دیوبند کوشش کریں گے کہ آپ کی تعریب داخل نصاب ہو، الغرض بہت مشکل سے موصوف تعریب جدید کے لیے آمادہ ہو گئے، اور والد صاحب نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

حضرت مولانا مرغوب الرحمنؒ صاحب کا ذِکرِ خیر

والد صاحب فرماتے ہیں: جب نئی تعریب چھپ گئی تو دار العلوم دیوبند میں جتنے اساتذۂ کرام الفوز الکبیر پڑھاتے تھے، وہ سب مل کر حضرت اقدس مولانا مرغوب الرحمن صاحب بجنوری قدّس سرہٗ (سابق مہتمم دار العلوم دیوبند) کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور حضرت اقدس سے الفوز الکبیر کی تدریس میں جو دُشواری پیش آتی تھی اس کا تذکرہ کیا، اور حضرت مولانا سعید احمد صاحب نے جو تعریب کی تھی اس کی خوبیاں بیان کیں، حضرت مہتمم صاحب نے اساتذۂ کرام کی بات کو سنجیدگی سے سنا اور فرمایا: ''میں مشورہ کروں گا''۔

یہ حضرت اقدس مولانا مرغوب الرحمن صاحب بجنوری قدّس سرہٗ کی خوبی تھی کہ وہ اہم کام بڑے اساتذۂ کرام سے مشورہ کے بغیر نہیں کرتے تھے، اور چھوٹے اساتذہ کی باتوں کو بھی نہایت سنجیدگی سے سنتے تھے، اور مادرِ علمی دار العلوم دیوبند کے حق میں انتہائی مخلص تھے، اس لیے اساتذہ ان سے مل کر بہت خوش ہوتے تھے، اور اپنی پریشانی کا تذکرہ کرتے تھے۔

نیز حضرت اقدس مولانا مرغوب الرحمن صاحب بجنوری قدّس سرہٗ (سابق مہتمم دار العلوم دیوبند) میں یہ خوبی کی بات تھی کہ دار العلوم کے تمام اساتذہ کے بارے میں پوری معلومات رکھتے تھے، اور کس میں کیا صلاحیت ہے اس کو جانتے تھے، اور چھوٹے بڑے تمام اساتذۂ کرام کا بہت خیال رکھتے تھے، اور ہر ایک سے وقت ضرورت اس کی صلاحیت کے مطابق دار العلوم دیوبند کی خدمت انجام دینے کی فرمائش کرتے تھے، اور اساتذۂ کرام؛ دار العلوم دیوبند کی خدمت کو اپنے لیے باعثِ افتخار سمجھتے تھے، اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے درجات بُلند فرمائیں اور اُن کی قبر کو سراپا نور بنائیں۔ آمین!

الغرض حسب معمول حضرت مہتمم صاحب قدّس سرہٗ نے حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری سے مشورہ کیا، تو موصوف نے دار العلوم کے اساتذۂ کرام کی تائید فرمائی ، اور حضرت اقدس مولانا مرغوب الرحمن صاحب قدّس سرہٗ نے الفوز الکبیر کی تعریب جدید کو دار العلوم دیو بند کی مجلس شوری میں پیش فرمایا، اور دار العلوم دیو بند کی مؤقر مجلس شوری نے اس کو داخل نصاب کرنے کی منظوری دے دی، تو والد صاحب کے لیے کام آسان ہو گیا، چنانچہ والد صاحب نے دوبارہ از سر نو شرح کو مرتّب کیا، اور نئی تعریب کی شرح میں والد صاحب کو کوئی دِقت پیش نہیں آئی، کیونکہ جدید تعریب کو والد صاحب نے دِقّت نظر سے بار بار دیکھا تھا، اور اصل فارسی سے ملایا تھا، اور سالوں سے دار العلوم دیو بند میں الفوز الکبیر پڑھا رہے تھے، اور اس کی ایک مرتبہ شرح لکھ چکے تھے، صاحبِ تعریب جدید حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تعریب جدید کے پہلے ایڈیشن میں الحاجة الی الترجمة الجدیدة کے تحت اِرقام فرماتے ہیں:

و كذلك القائمون بتدريس الكتاب فى دار العلوم ديوبند و كذا فى الدُّور الأخرى فى البلاد، أصرّوا علىّ مرّات و كرّات أن أقوم بترجمة الكتاب من جديد ، لا سيّما شقيقى و حبيبى الأستاذ محمّد أمين البالن بورى / حفظه الله / مدرس أصول التفسير و الحديث الشريف بدار العلوم ديوبند ، فإنّه شَجَّعنى كثيرًا على هذا العمل فقمتُ بواجبى - بتوفيق المليك الوهّاب - نحوَ الكتاب، و أفرغتُ الجهد فى تحرير الترجمة و جعلتُ الترجمة القديمة أصلًا ، و غيرت العبارة فى مواضع الضرورة ، و استفدتُ من تعبيرات الأستاذ النّدوى الرّائعة ، و علّقتُ فى

مواضع الحاجة بالاختصار، فمَن يريد التّفصيل فليرجع إلىٰ شرحي 'العون الكبير' ورَقَّمتُ الكتابَ وعَنوَنتُهُ من جديد. ثم قارن الترجمة بالأصل الفارسي بدقّة تامّة أخي المذكور، فإنه يدرس الكتاب في دار العلوم ديوبند من زمنٍ، وهو عريف بخباياه وزواياه، فجزاه الله تعالىٰ أحسنَ الجزاء.........

و كتبه سعيد أحمد البالن بوري، ۱۷/ ۳/ ۱۴۱۸ھ

(ترجمہ:) اور اسی طرح دار العلوم دیوبند اور دوسرے شہروں کے اِداروں میں جو حضرات الفوز الکبیر پڑھا رہے ہیں انہوں نے بار بار اصرار کیا کہ میں اس کتاب کا نیا ترجمہ کروں، خاص طور پر میرے حقیقی اور پیارے بھائی استاذ محمد امین پالن پوری (اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائیں) جو دار العلوم دیوبند میں اصول تفسیر اور حدیث کے مدرس ہیں، انہوں نے مجھے اس کام پر بہت آمادہ کیا تو میں ملیک وہّاب کی توفیق سے اس کتاب کے تعلق سے اپنی ذمہ داری کو انجام دینے کے لیے آمادہ ہوگیا، اور میں نے ترجمہ کو سنوارنے میں پوری کوشش کی، اور قدیم ترجمہ کو اصل بنایا اور ضرورت کی جگہوں میں عبارت کو بدلا، اور استاذ ندوی (جنہوں نے الفوز الکبیر کا عربی میں ترجمہ کیا ہے، اور وہ تعریب دار العلوم ندوۃ العلماء میں داخل نصاب ہے) کی خوش گوار تعبیروں سے استفادہ کیا، اور جہاں ضرورت پیش آئی مختصر حواشی لکھے، لہٰذا جو تفصیل چاہتا ہے وہ میری شرح ''العون الکبیر'' کی طرف رجوع کرے، اور میں نے علامات ترقیم اور جدید عناوین لگائے۔

پھر میرے برادر عزیز نے پوری دقتِ نظر کے ساتھ ترجمہ کو اصل فارسی

سے ملایا، کیونکہ وہ دار العلوم دیوبند میں ایک زمانہ سے اس کتاب کو پڑھا رہے ہیں ، اور اس کتاب کے مخفی گوشوں اور زاویوں سے خوب واقف ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزاء عطا فرمائیں۔ ....

.... وکتبہ سعید احمد البالن بوری، ۱۷ / ۳ / ۱۴۱۸ھ

نیز حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری سابق شیخ الحدیث و صدر المدرسین قدّس سرہ الخیر الکثیر کے پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’مجھے بے حد خوشی ہے کہ برادر مکرم جناب مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری زید مجدہم نے اس طرف توجہ مبذول فرمائی، موصوف دار العلوم دیوبند میں درجۂ علیا کے استاذ ہیں، اور عرصہ سے الفوز الکبر پڑھاتے ہیں اس لئے شرح لکھنے کا ان کو بجا طور پر حق پہنچتا ہے، موصوف نے ایک انوکھے انداز پر یہ شرح مرتب کی ہے، پہلے معنی خیز واضح عنوان قائم کیا ہے، پھر مسئلہ کی اُس طرح تقریر کی ہے جس طرح اساتذہ سبق میں کیا کرتے ہیں، تقریر میں مسئلہ کی وضاحت کے لئے مثالیں وغیرہ بھی بڑھائی ہیں اور مسئلہ کو خوب منقح کر دیا ہے، پھر عربی عبارت ضروری اعراب کے ساتھ رکھی ہے، پھر درسی انداز کا ترجمہ کیا ہے، کیونکہ کتاب فہمی کے لئے یہ ترجمہ با محاورہ ترجمہ سے زیادہ مفید ہے، پھر مشکل لغات کو حل کیا ہے، کہیں ضروری فائدہ بھی بڑھایا ہے۔ غرض کتاب حل کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا، میں نے یہ شرح از اول تا آخر حرف بہ حرف پڑھی ہے اور وثوق کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ نئے ڈھنگ پر مرتب کردہ یہ شرح ان شاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی، اللہ نے چاہا تو طلبہ اور اساتذہ کے لئے یہ کتاب بے حد نفع بخش ثابت ہوگی، اللہ تعالیٰ موصوف کی محنت کو قبول فرمائیں اور امت کو اس

سے فیض یاب فرمائیں، وما ذٰلك على الله بعزيز، والحمد لله رب العالمين، وصلّى الله على النبيّ الكريم وعلىٰ آله وصحبه أجمعين.

کتبہ: سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری
خادم دار العلوم دیوبند
۱۱-۸-۱۴۲۰ھ=۲۰-۱۱-۱۹۹۹ء"

ایک عربی النسل عالم کی قدردانی

والد صاحب نے فرمایا: ایک دن میں مغرب کے بعد مطالعہ کر رہا تھا کہ دُبئی سے ایک صاحب کا فون آیا، وہ اُردو میں بات کر رہے تھے، مگر اُردو بولنے پر اچھی طرح قادر نہیں تھے، سب سے پہلے سلام کیا پھر فرمایا: میں عربی النسل ہوں، البتہ میری والدہ ممبئی کی تھیں، ان سے میں نے اُردو زبان سیکھی ہے، اُردو سمجھ لیتا ہوں مگر بولنے پر اچھی طرح قادر نہیں ہوں، پھر موصوف نے فرمایا: میں یہاں دُبئی میں علوم دینیہ کا ناظم اعلیٰ ہوں، اور استاذ ابوالحسن الندوی کا معتقد ہوں، حضرت جب میرے یہاں تشریف لاتے ہیں تو ہر وقت تاکید فرماتے ہیں کہ الفوز الکبیر کو دیکھا کرو، اس میں بڑے علوم ہیں، چنانچہ میں نے پاکستان سے الفوز الکبیر منگوائی اور اس کا مطالعہ کیا تو میں نے اس میں کوئی خاص بات نہیں پائی، جب دوبارہ حضرت تشریف لائے تو پھر تاکید کی کہ الفوز الکبیر غور سے دیکھو اس میں بڑے علوم ہیں، تو میں نے پاکستان سے اس کی اُردو شرح منگوائی اور اس کو دیکھا تو اس میں بھی کوئی خاص بات نہیں تھی۔

لیکن میں استاذ الندوی کا بہت احترام کرتا ہوں اور ان کو جیّد عالم سمجھتا ہوں، اس لیے میرے دل میں یہ بات راسخ تھی کہ یقیناً اس کتاب میں کوئی خوبی ہے، مگر میری سمجھ سے بالاتر ہے، ایک دن میں نے ایک گجراتی صاحب سے جو میرے دفتر

میں کام کرتے ہیں کہا کہ جب تم ہندوستان جاؤ تو میرے لیے الفوز الکبیر کی کوئی اچھی شرح لانا، کچھ دنوں کے بعد وہ ہندوستان گئے، اور جب آئے تو آپ کی شرح ''الخیر الکثیر'' لائے، جب میں نے اس کو پڑھا تو میری سمجھ میں آیا کہ واقعی الفوز الکبیر میں بڑے علوم ہیں، میں آپ کی شرح بار بار دیکھتا ہوں اور اس سے خوب فائدہ اُٹھاتا ہوں، اس لیے جو گجراتی صاحب میرے لیے ''الخیر الکثیر'' لائے تھے، ان سے کہا کہ ''الخیر الکثیر'' کے مصنف کا فون نمبر حاصل کرو، انہوں نے اپنے وطن فون کیا اور آپ کا فون نمبر حاصل کر کے مجھے دیا، اب آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے فون کر رہا ہوں۔

اس کے بعد فرمایا: و أخوك المكرّم الأستاذ سعيد أحمد البالن بوري عالم جيّد كالأستاذ أبي الحسن النّدوي (اور آپ کے برادر مکرم استاذ سعید احمد پالن پوری جید عالم ہیں جیسے استاذ ابوالحسن ندوی جیّد عالم ہیں) —— پھر فرمایا: استاذ سعید احمد پالن پوری نے ہم عربوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ الفوز الکبیر کی اچھی تعریب کی ہے، قدیم تعریب دیکھ کر کوئی عرب؛ مصنف کی مراد تک نہیں پہنچ سکتا، پھر بار بار کہتے رہے: جزاکما اللہ، جزاکما اللہ، جزاکما اللہ اور فون رکھ دیا۔

(۲) اصلاح معاشرہ

اس کتاب میں احادیث شریفہ اور آیات کریمہ کی روشنی میں معاشرتی بگاڑ کے اسباب اور ان کی اصلاح کے طریقے عام فہم زبان میں بیان کیے گئے ہیں، فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین رحمہ اللہ اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں:

''میں نے پوری کتاب پر نظر ڈالی ہے، کوئی بات بے حوالہ نہیں ہے اور میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ موصوف نے صحیح احادیث

شُستہ ترجمہ وتشریح کے ساتھ پیش کی ہیں، اگر مسلمان تعلیمات نبوی کے اس حصہ کو پیش نظر رکھیں گے تو ان شاء اللہ ایک ایسا صالح معاشرہ وجود میں آئے گا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے معاشرہ کا نمونہ ہوگا“۔

شائع ہونے کے بعد جب اس کتاب کو لوگوں نے پڑھا تو بہت پسند فرمایا، ایک بُزرگ بہار سے سفر کر کے والد صاحب کو مبارک بادی دینے کے لیے تشریف لائے، اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور کہا: میں نے جب اس کتاب کا نام سنا تو میں سمجھا کہ اس میں رسوم و بدعات کا تذکرہ ہوگا، مگر جب کتاب پڑھی تو معلوم ہوا کہ یہ نہایت اہم کتاب ہے، اور آپ نے معاشرہ میں پھیلی ہوئی خرابیوں کی اصلاح کی خاطر جو کوشش فرمائی ہے وہ اصلاح کا بہترین طریقہ ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں، یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔

نیز جب یہ کتاب شائع ہوئی تو حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب فیض آبادی سابق مبلغ دار العلوم دیوبند قدّس سرہ والد صاحب کے پاس مبارک بادی دینے کے لیے آئے، اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا، اور کتاب کے تین سو(۳۰۰) نسخے خریدے اور فرمایا: میں جہاں جاؤں گا وہاں لوگوں کو دوں گا اور اس کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دوں گا۔

اور والد صاحب کے دار العلوم اشرفیہ کے ساتھی حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب گجراتی مدظلہٗ جو لندن شہر کی مسجد قبا میں ایک مدّت تک اِمامت وخطابت کی خدمت انجام دینے کے بعد اب لندن شہر میں ایک دینی اِدارہ قائم کر کے انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں کی تربیت واصلاح کی خدمت انجام دے رہے ہیں، انہوں نے ایک ملاقات کے وقت والد صاحب سے فرمایا: ”میں جمعہ کی اَذانِ اوّل سے پہلے اُردو میں تقریر کرتا ہوں اور لوگوں کو اصلاحی باتیں بتاتا ہوں، لیکن ہر جمعہ کوئی

تقریر کرنے کے بجائے آپ کی کتاب ''اصلاح معاشرہ'' پڑھ کر لوگوں کو سناتا ہوں، آپ نے اِس کتاب میں معاشرہ میں پھیلی ہوئی بُرائیوں کی اصلاح کا جو طریقہ اپنایا ہے وہ بہت اچھا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور اُمت کی اصلاح فرمائیں''۔

۷/ستمبر، سنہ ۲۰۲۰ء کو دوپہر میں (جب راقم الحروف یہ تحریر مرتب کررہا تھا) بہار، ضلع: بھاگل پور سے جناب مولوی محمد گلزار بن محمد شہاب الدین صاحب نے اس کتاب میں درج میرے موبائل نمبر پر کال کیا اور بعد سلام مسنون دریافت کیا: ''کیا آپ حضرت مفتی محمد امین صاحب پالن پوری کے بیٹے مفتی مصطفی امین پالن پوری ہیں؟'' راقم الحروف نے بتایا: جی ہاں میں مصطفی امین ہی ہوں؛ فرمایئے! میرے لائق کوئی خدمت؟ اس پر انہوں نے فرمایا: ''مجھے آپ کے والد صاحب کی کتاب ''اصلاح معاشرہ'' مدرسہ جامعہ اسلامیہ بانس پار، بہروا، بل تھرا روڈ، بلیا میں انعام میں ملی تھی، مگر اس کے نام سے میں اس کو اتنی مفید تر کتاب نہیں سمجھتا تھا، پھر اس کتاب کو جب میں نے حرف حرف پڑھا تو اس سے مجھے بہت زیادہ فائدہ ہوا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کتاب سے میری زندگی میں وہ تبدیلی پیدا فرمائی ہے جسے میں لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا ہوں، بس میری زندگی کی تو کایا ہی پلٹ گئی! اللہ تعالیٰ آپ کے والد محترم کو خوب جزائے خیر عطا فرمائیں اور ان کے علم وعمر میں برکت عطا فرمائیں''، یہ کہہ کر انہوں نے میرا واٹس ایپ نمبر طلب فرمایا تاکہ اس پر مزید مفید کتابوں کا آرڈر کرسکیں اور میرے مکتبہ ''دار العرفان دیوبند'' کی جملہ مطبوعات کی فہرست بھی بھیجنے کے لیے کہا اور پھر سلام دعا کرکے فون رکھ دیا۔

(۳) آدابِ اذان واقامت

یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت جامع و مدلل و مفصل اور تحقیقی کتاب ہے، فقیہ

النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین رحمہ اللہ اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں:

''میں نے یہ کتاب بغور پڑھی ہے، میری دانست میں اس میں بیان شدہ تمام مسائل صحیح ہیں، ہر مسئلہ کا مفصّل حوالہ موجود ہے، اور خوبی کی بات یہ ہے کہ موقع بہ موقع احادیث نبویہ ذِکر کی گئی ہیں، جن سے کتاب کا لُطف دوبالا ہوگیا ہے، میرے علم میں اسلامی کتب خانہ میں اتنی مفصّل ومُدلل کوئی کتاب موجود نہیں ہے، اور کسی چیز کو حرفِ آخر تو نہیں کہا جاسکتا مگر یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ یہ کتاب اسلامی کتب خانہ میں ایک نہایت ہی خوش گوار اضافہ ہے''۔

(۴) دُنیا کب فنا ہوگی؟

اس کتاب میں قیامت کی ان نشانیوں کو ذکر کیا گیا ہے جو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے کچھ پہلے اور بعد میں ظاہر ہوں گی، یہ کتاب عوام کے لیے لکھی گئی ہے، اس لیے متن میں صرف احادیث مبارکہ وغیرہ کا عام فہم ترجمہ اور مطلب بیان کیا گیا ہے، اور اہل علم کی تشفی کے لیے حاشیہ میں تمام احادیث مبارکہ اور عربی عبارتوں کو نقل کیا ہے۔

اس کتاب میں نہ کوئی بات بے حوالہ ہے نہ کوئی ضعیف اور غیر معتبر حدیث ہے، بلکہ قیامت کی بعض نشانیوں کے بارے میں جو ضعیف اور غیر معتبر روایات لوگوں میں مشہور اور کتابوں میں مذکور ہیں؛ ان کی نشاندہی کی گئی ہے۔

(۵) رضا خانیت کا تعارف وتعاقب

یہ رضا خانیت و بریلویت کے موضوع پر چھ نہایت قیمتی محاضروں کا مجموعہ ہے،

جو ہر سال دارالعلوم دیوبند میں تکمیلات کے طلبہ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

(۶) حضرت شاہ ولی اللہ کا تعارف

اس میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کے حالات اور تصانیف کا تعارف ہے، یہ رسالہ الفوز الکبیر کی شرح الخیر الکثیر کے آغاز میں شامل ہے، نیز حجۃ اللہ البالغہ کی شرح رحمۃ اللہ الواسعہ کے آغاز میں بھی شامل کیا گیا ہے۔

(۷) حیات سعید

اس کتاب میں فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین قدس سرہ کی مکمل ومفصل سوانح حیات اور مسلک علماء دیوبند کا مختصر تعارف ہے۔

(۸) مسلک علماء دیوبند کا مختصر تعارف

دارالعلوم دیوبند کی موقر مجلس شوری نے ایک تجویز منظور کر کے حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین نوّر اللہ مرقدہٗ کو ''دیوبندیت کیا ہے؟'' کے موضوع پر ایک تحریر مرتب کرنے کا مکلّف بنایا تھا، موصوف نے اس موضوع پر سنہ ۱۴۴۱ھ کے اواخر میں لکھنا شروع فرمایا تھا، مگر ماہ رجب سنہ ۱۴۴۱ھ میں اچانک بیمار ہو کر علاج کے لیے ممبئی تشریف لے گئے، اور ممبئی ہی میں ۲۵ رمضان المبارک سنہ ۱۴۴۱ھ بہ روز منگل دُنیائے فانی سے رُخصت ہو گئے، اور مجلس شوری نے جو تجویز منظور کی تھی اس کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے، لیکن یہ موضوع نہایت اہم ہے، اس لیے والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری دامت برکاتہم العالیہ نے موصوف کی مختلف تحریرات کو جو اس

موضوع سے متعلق ہیں اور موصوف کی مختلف کتابوں میں بکھری ہوئی ہیں؛ ان کو سلیقہ سے جمع فرمایا ہے، اور اپنی طرف سے مسلک علماء دیوبند کی مختصر وضاحت کی ہے، اور اس کا نام ''مسلک علماء دیوبند کا مختصر تعارف'' رکھا ہے، اور اپنی تصنیف ''حیات سعید'' کے وسط میں اس کو شامل فرمایا ہے، ہر عالم و فاضل کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے اور مسلک علماء دیوبند کی حفاظت کرنی چاہیے۔

(۹) فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری کا مختصر تعارف

اس تحریر میں فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین قدس سرہ کا نہایت مختصر تعارف اور سوانحی خاکہ ہے، ''حیات سعید'' کے اخیر میں اس کو شامل کیا گیا ہے۔

(۱۰) صاحب تعریب کا تعارف

یہ فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری سابق شیخ الحدیث و صدر المدرسین رحمہ اللہ کی مختصر سوانح ہے، ''الخیر الکثیر'' کے آغاز میں اس کو شامل کیا گیا ہے۔

(۱۱) فتاوی دار العلوم دیوبند کی چوتھی، چھٹی اور آٹھویں جلد کے ضمیمے

والد صاحب اور حضرت مولانا عبد الخالق صاحب سنبھلی نے مذکورہ جلدوں میں جو طباعتی اغلاط تھیں ان کو اصل مراجع سے ملا کر صحیح کیا ہے، تمام قابل اشکال مواقع

حل فرمائے اور وضاحت طلب امور کی تفصیل فرمائی ہے، ان ضمیموں میں صرف وہی تصحیحات شامل کی گئی ہیں جن کا مسائل پر اثر پڑا ہے، یا جن میں مطبوعہ فتاوی میں درج شدہ مسائل کی تفصیل کی گئی ہے۔

(۱۲) فتاوی دارالعلوم دیوبند کی ترتیب وتعلیق

مکمل و مدلل فتاوی دارالعلوم دیوبند کی بارہ (۱۲) جلدیں جن کو حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مفتاحی رحمہ اللہ نے مرتب فرمایا تھا، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ کے دور اہتمام میں شائع ہو کر منظر عام پر آچکی تھیں، بارہ جلدوں کے شائع ہونے کے بعد یہ کام ایک طویل عرصہ تک موقوف رہا، پھر حضرت مولانا بدرالدین اجمل صاحب رکن شوری دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم کی تحریک پر دارالعلوم دیوبند کی موقر مجلس شوری نے ترتیب فتاوی کے کام کو دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ فرمایا، اور یہ ذمہ داری والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری کو سپرد کی گئی، آپ نے تیرہ (۱۳) سے اٹھارہ (۱۸) تک چھ (٦) جلدیں مرتب فرمائیں جو شائع ہو چکی ہیں۔

(۱۳) مطبوعہ فتاوی دارالعلوم دیوبند کی ترتیب جدید اور تعلیق

جب حضرت اقدس مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی قدس سرہ کے فتاوی کی ترتیب مکمل ہوگئی تو دارالعلوم دیوبند کی موقر مجلس شوری نے متفقہ طور پر والد صاحب پر کلی اعتماد کرتے ہوئے فیصلہ فرمایا کہ حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مفتاحی رحمہ اللہ نے شروع کی بارہ (۱۲) جلدیں مرتب فرمائی ہیں ان میں اغلاط اور تسامحات ہیں، اس لیے ان کو از سر نو مرتب کیا جائے۔

والد صاحب مطبوعہ فتاوی دارالعلوم دیوبند کی ترتیب جدید کی خدمت انجام

دینا نہیں چاہتے تھے؛ کیونکہ اس میں بڑی نزاکتیں تھیں، مگر حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی بنارسی مہتمم دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم نے اتنا اصرار کیا کہ والد صاحب کو مجبوراً دارالعلوم دیوبند کی اس خدمت کو قبول کرنا پڑا۔

بحمد اللہ ترتیب جدید کے ساتھ فتاوی دارالعلوم دیوبند کی ابتدائی چار جلدیں مکتبہ دارالعلوم دیوبند سے شائع ہو چکی ہیں، پانچویں جلد تیار ہے اور چھٹی جلد پر کام ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کام کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ آمین!

(۱۴) ادلہ کاملہ کی تسہیل

یہ تایا ابا حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری اور والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری کی مشترکہ کوشش کا ثمرہ ہے، حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری رحمہ اللہ (سابق ناظم اعلیٰ شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند) ”تسہیل ادلہ کاملہ“ کے عرض ناشر میں ارقام فرماتے ہیں:

”آج شیخ الہند اکیڈمی سے شیخ الہند کی ”ادلۂ کاملہ“ کی تسہیل کی طباعت کے موقع پر ہم بارگاہِ خداوندی میں سجدۂ شکر بجالاتے ہیں کہ اس نے اس مبارک کام کی توفیق عطا فرمائی، ہم اس کارنامے کی انجام دہی کے لیے حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری محدّثِ دارالعلوم دیوبند اور ان کے برادر خورد جناب مولانا محمد امین صاحب پالن پوری زید مجدہما کے ممنون ہیں، بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ان برادرانِ گرامی قدر نے حضرت شیخ الہند کے گیسوئے علم و معرفت سے نسبتِ جنوں رکھنے والے تمام انسانوں پر احسان کیا ہے“۔

اور حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری قدس سرہ اس کتاب کے ”پیش لفظ“ میں ارقام فرماتے ہیں:

''یہ کتاب میں نے برادرِ عزیز جناب مولانا محمد امین صاحب پالن پوری سلمہٗ استاذ دار العلوم دیوبند کے ساتھ مل کر لکھی ہے، بلکہ حقیقت میں انہی کا عزم مصمم اس کتاب کو وجود میں لایا ہے، انہوں نے پہلے میری بات قلم بند کی، پھر محنتِ شاقّہ اُٹھا کر اس کو مُرتَّب کیا''۔

(۱۵) ایضاح الادلہ کی تعلیق

یہ کتاب بھی حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری اور والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری کی مشترکہ محنت کا ثمرہ ہے، حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری رحمہ اللہ اس کے عرض ناشر میں رقم طراز ہیں:

''ایضاح الادلہ بھی غیر مقلدین کے رد میں لکھی گئی ہے، اور بُنیادی طور پر اس میں بھی انہی دس مسائل سے متعلق تفصیلات ہیں جو ''ادلہ کاملہ'' میں زیر بحث تھے، لیکن حضرت شیخ الہندؒ کے علوم کی فراوانی، قلم کے سیلان اور ان کی غوّاص طبیعت نے کتاب کو ان کے علوم و معارف کا شاہکار بنا دیا ہے، اور اس لیے کتاب کو تسہیل و تبویب کے ساتھ شائع کرنے کی بہت زیادہ ضرورت تھی، خدا کا شکر ہے اَبنائے جامعہ دار العلوم دیوبند کی جانب سے اس فرض کفایہ کی ادائیگی حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری زید مجدہم اور ان کے برادرِ عزیز جناب مولانا محمد امین صاحب پالن پوری کی تقدیر میں آئی، ان دونوں محترم اساتذہ نے یہ خدمت جس خلوص بیکراں اور سلیقہ کے ساتھ انجام دی ہے وہ انہیں کا حصّہ ہے، خدا اَجرِ جزیل عطاء فرمائے''۔

اور حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری قدس سرہ اس کتاب کے ''پیش لفظ'' میں ارقام فرماتے ہیں:

’’یہ کتاب بھی میں نے ’ادلۂ کاملہ‘ کی طرح برادر عزیز جناب مولانا محمد امین صاحب پالن پوری سلمہ استاذ دار العلوم دیوبند کے ساتھ مل کر تیار کی ہے، بلکہ اُلجھن کا سارا کام انہوں نے ہی انجام دیا ہے، کتاب کے مقابلہ میں وہ شریک رہے، پھر پوری کتاب کا دیدہ ریزی سے مسوّدہ تیار کیا، اور محنت شاقّہ برداشت کرکے حواشی مرتب کیے ۔فجزاہ اللّٰہُ تعالیٰ خیرًا فی الدّارین، و صلّی اللہ تعالیٰ علی النّبیّ الکریم و علیٰ اٰلہٖ و صحبہٖ أجمعین۔‘‘

(۱۶) تین نادر سبق

یہ کتاب والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری کے تین نادر اسباق کا حسین علمی مجموعہ ہے:

پہلے سبق میں طالبانِ علوم نبوّت کے لیے پانچ نصیحتیں ہیں: سنت اور حدیث میں فرق ہے یا نہیں؟ اس کی وضاحت ہے، نیز مسلکِ دار العلوم دیوبند کی بھی وضاحت ہے۔

دوسرے سبق میں قرآن کریم سورۂ فاتحہ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے خلاصوں کی وضاحت ہے، بعض حروفِ مقطعات کی ظنی اور احتمالی مُراد کی تشریح ہے، اور ترجمہ شیخ الہند کے ذریعہ قرآن کریم کی صحیح فہم حاصل کرنے اور مسلکِ دار العلوم دیوبند پر گامزن رہنے کی وصیت ہے۔

تیسرا سبق نہایت اہم ہے، کیونکہ اکثر و بیشتر معلمین و مصلحین اور بعض والدین سمجھتے ہیں کہ: ’’جَوْرِ اُستاذ بِہ از مِہرِ پدر‘‘ (اُستاذ کی مار پٹائی: باپ کی شفقت و پیار سے بہتر ہے) اس خیال کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں تردید کی گئی ہے؛ جو قابل دید ہے۔

(۱۷) تین نادر تحفے

یہ تین نادر وظیفوں کا تحفہ ہے، والد صاحب جو لوگ بیمار، یا مصائب کا شکار ہوتے ہیں، یا دِین دار بننا چاہتے ہیں اُن کو یہ وظیفے بتایا کرتے ہیں، تاکہ مسلمان ان وظیفوں کو اختیار کرکے اپنی زندگی کو باغ و بہار بنائیں اور دُنیا و آخرت میں چین وسکون اور راحت حاصل کریں۔

(۱۸) قدرت کے نظّارے

یہ والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری کا منظوم کلام ہے، اس میں انوکھے انداز میں اللہ جل شانہٗ کی حمد وثنا بیان کی گئی ہے، اس منظوم کلام کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

اِیمان کے کلموں میں ۞ اِسلام کے حکموں میں
اِحسان کے نقشوں میں ۞ اَعمال کے اَجرُوں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
قرآں کے سپاروں میں ۞ فرقاں کے اِشاروں میں
مولٰی کے کلاموں میں ۞ آقا کے ستاروں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
صدّیق کی رَحمت میں ۞ فاروق کی ہیبت میں
عثمان کی عفّت میں ۞ کرّار کی ہمّت میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
اِسلام کی جنگوں میں ۞ تلوار کی ضَرُبوں میں
اِمداد کی شکلوں میں ۞ اِخلاص کی صلحوں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے

خورشید میں تاروں میں ۞ بارش میں پُھواروں میں
پھولوں میں بَہاروں میں ۞ پُر کیف نظاروں میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
رُوحوں کی لطافت میں ۞ جسموں کی بناوٹ میں
شعروں کی فصاحت میں ۞ عربوں کی بلاغت میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
کعبے کی عمارت میں ۞ قبلے کی زیارت میں
عمرے کی سعادت میں ۞ بندے کی اِنابت میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے
نبیوں کی رِسالت میں ۞ بندوں کی اِطاعت میں
ولیوں کی کرامت میں ۞ سَپْنوں کی بشارت میں
میں نے تمہیں دیکھا ہے

(۱۹) فتاوی رحیمیہ کی ترتیب جدید

یہ گجرات کے مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری قدّس سرّہٗ کے فتاوی کا مجموعہ ہے، لیکن فتاوی کا یہ مجموعہ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی حیات میں دس جلدوں میں قسط وار شائع ہوا تھا، اس لیے ایک ہی باب کے مسائل مختلف جلدوں میں بکھرے ہوئے تھے، جس کی بناء پر ناظرین کو مطلوبہ مسئلہ تلاش کرنے میں دشواری پیش آتی تھی، اور ناظرین کرام کا اصرار تھا کہ اس کو از سر نو مرتب کیا جائے۔

چنانچہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمہ اللہ اور والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری نے اس مجموعہ کو نئی ترتیب سے مزین فرما کر مکتبۃ الاحسان دیوبند سے پانچ ضخیم جلدوں میں شائع کیا ہے۔

(۲۰) خلافت اندلس کی اصلاح

مرحوم نواب ذوالقدر جنگ بہادر کی یہ کتاب (خلافتِ اندلس) نہایت معتبر اور اُندلس کی اسلامی تاریخ پر اُردو میں جتنی کتابیں دستیاب ہیں ان میں سب سے بہتر ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ سنہ ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی تھی، پھر نظر ثانی اور مفید اضافوں کے ساتھ ''دارالطبع سرکار عالی (حیدرآباد) سے سنہ ۱۹۳۳ء میں شائع ہوئی، ہمارے سامنے یہی نظر ثانی اور مفید اضافوں والا ایڈیشن ہے، اس کی کتابت وطباعت نہایت عمدہ ہے، لیکن اس کا رسم الخط قدیم ہے، اور تمام عناوین ابواب کے شروع میں ہیں، نیز فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں ہے اور اکثر عربی اشعار اور ان کے ترجموں میں اَغلاط ہیں، اس لیے والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری اور راقم الحروف (مصطفی امین پالن پوری) نے قدیم رسم الخط کو جدید رسم الخط سے بدلا ہے، ہر مضمون کے شروع میں عناوین کا اضافہ کیا ہے، تمام فارسی اشعار اور محاوروں کے ترجمے کیے ہیں، عربی اشعار اور ان کے ترجموں کی اصلاح کی ہے، نہایت مشکل الفاظ کی بین القوسین وضاحت کی ہے، اور کتاب کے آخر میں ''راہ نمائے لغات'' کا اضافہ کیا ہے۔

اس کتاب (خلافت اندلس) کے کل چار حصے ہیں:

حصۂ اوّل میں خلافت بنی اُمیہ (دمشق) کے زمانہ میں جن اُمراء نے اندلس پر حکومت کی ہے ان کی حیرت انگیز فتوحات اور کارناموں، اور خلافتِ بنی اُمیہ (دمشق) کے خاتمہ کے بعد عبدالرحمن الداخل کا بھاگ کر اندلس پہنچنے کا تذکرہ ہے ـــــ یہ اندلس میں مسلمانوں کی حیرت انگیز ترقی کا زمانہ ہے۔

حصۂ دوم میں اندلس کے سلاطین اور خلفائے بنی اُمیہ کی مفصل تاریخ اور محمد بن ابی عامر المنصور اور اس کے بیٹوں کی سازشوں اور کامیابیوں اور طوائف الملوکی کا

تذکرہ ہے ——— یہ اندلس میں سلاطین وخلفائے بنی اُمیہ کی حیرت انگیز ترقی اور المنصور کے تسلط کا زمانہ ہے۔

حصۂ سوم میں خود مختار حکمرانوں اور خاندان مرابطین (یعنی یوسف بن تاشفین کے خاندان) اور موحدین (یعنی عبد المؤمن اور اس کے احفاد) کے حالات، مسلمانوں کی عیسائیوں کے ساتھ محاربات، مسلمانوں کا ملکِ اندلس سے اخراج، اور اسلامی اندلس کے مجمل حالات کا تذکرہ ہے ——— یعنی اس حصہ میں مسلمانوں کے عبرت آمیز تنزل کی دل خراش داستان ہے۔

حصۂ چہارم میں اندلس کے مشہور علماء وحکماء اور محدثین ومؤرخین کے حالات اور ان کی تصانیف کا تعارف ہے ——— یہ حصہ علماء کرام اور طلباء عزیز کے لئے بڑا کارآمد ہے۔

الغرض نواب ذوالقدر جنگ بہادر کی یہ کتاب (خلافت اندلس) اسلامی اندلس کی نہایت مرتب اور مکمل تاریخ ہے، نیز مصنف کا طرزِ نگارش ادیبانہ ہے جس سے کتاب کا لطف دوبالا ہوگیا ہے، اگر آپ اس کتاب کو غور سے پڑھیں گے تو مسلمانوں کی حیرت انگیز ترقی کے اسباب اور عبرت آمیز تنزل کی وجوہات بخوبی سمجھ جائیں گے۔

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مَردوں کی شمشیریں

نیز علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

(۲۱) بکھرے موتی کی اصلاح اور نظر ثانی

یہ لسان التبلیغ حضرت اقدس مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری قدّس سرّہٗ کے بڑے صاحب زادے حضرت مولانا محمد یونس صاحب مظاہری پالن پوری زید مجدہم کی تالیف ہے، اس کے بارہ (۱۲) حصے شائع ہو چکے ہیں، ان میں سے پانچ حصوں (اوّل، دوم، سوم، چہارم اور ہفتم) کی والد صاحب نے اصلاح فرمائی ہے، باقی حصوں کی اصلاح نہیں فرمائی، حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری قدس سرہ ان پانچوں حصوں کی تقریظ میں اِرقام فرماتے ہیں:

''مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری استاذ حدیث وفقہ دار العلوم دیوبند کی نظر ثانی نے اس کی اعتباریت میں اضافہ کیا ہے، گویا کتاب میں چار چاند لگائے ہیں، اس لیے اُمید ہے کہ کتاب لوگوں کے لیے بے حد مفید ثابت ہوگی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور مصنف کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائیں اور اُمت کو اس سے فیض یاب فرمائیں۔ والسلام''

(۲۲) منتخب ابواب کی اصلاح اور نظر ثانی

حضرت جی ثالث: حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلوی قدّس سرّہٗ نے دعوت وتبلیغ اور اصلاحِ خلق کے مقصد کو پیش نظر رکھ کر مشکاۃ شریف کے ایسے آٹھ ابواب کا انتخاب فرمایا تھا جو لوگوں کے دلوں میں دُنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا یقین پیدا کرنے کے لیے ایک بہترین نصاب ہے، پہلے یہ ''منتخب ابواب'' عربی میں طبع کیے گئے تھے، اور عربوں نے اس سے خوب فائدہ اُٹھایا، پھر جب تجربہ سے اس کی افادیت سامنے آئی تو اس کے اُردو ترجمہ کی ضرورت محسوس ہوئی، تاکہ عربی سے ناواقف حضرات بھی اس سے فائدہ اُٹھائیں۔

چنانچہ حضرت مولانا محمد یونس صاحب مظاہری پالن پوری نے اس کا ترجمہ کمپوز کرایا، جس کا اکثر و بیشتر حصہ مظاہر حق جدید سے ماخوذ تھا، پھر موصوف نے والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری کے پاس بھیجا اور فرمایا: آپ نظر ثانی فرما کر اس کو اپنے مکتبہ: الامین کتابستان دیوبند سے شائع کریں، مگر موصوف نے کمپوز شدہ جو مسودہ بھیجا تھا، اس میں اس قدر اَغلاط تھیں کہ والد محترم تصحیح کرتے کرتے تھک گئے، اور بعض جگہ ترجمہ بھی صحیح نہیں تھا، کیونکہ وہ مظاہر حق جدید سے ماخوذ تھا، اس لیے والد صاحب نے مسودہ واپس کرنے کا ارادہ فرمایا، پھر یہ سوچ کر کہ یہ دِین کی بہت بڑی خدمت ہے؛ ہمت کی اور ''مظاہر حق قدیم'' کو سامنے رکھ کر موصوف کے ترجمہ میں جہاں جہاں سُقْم تھا اس کو صحیح فرمایا، اور کتابت کی جو بے شمار اَغلاط تھیں ان کی تصحیح فرمائی، اور سب تصنیفی کام چھوڑ کر تین سال کے عرصہ میں دِین کی اس اہم ترین خدمت کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

(۲۳) اصلاحی خطبات کی تصحیح و ترقیم

یہ شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے اصلاحی بیانات کا مجموعہ ہے، موصوف کے یہ اصلاحی بیانات بہت اچھے ہیں، لیکن ہندوستان میں جن ناشرین نے ان بیانات کو شائع کیا ہے، ان میں کتابت و طباعت کی کچھ غلطیاں تھیں، اور احادیث مبارکہ اور عربی عبارتوں پر حرکات وسکنات اور اعراب نہیں تھے، اس لیے ہم نے سوچا کہ ان میں جو کتابت و طباعت کی خامیاں ہیں ان کی اصلاح کر کے شائع کیا جائے تو دِین کی بہت بڑی خدمت ہوگی، چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر پہلے راقم الحروف (مصطفی امین پالن پوری) نے بیانات میں مذکور حدیثوں اور عربی عبارتوں پر حرکات وسکنات اور اعراب لگائے، علامات ترقیم سے ان کو مزین کیا، اور ان کی شاندار کتابت وسیٹنگ

کی —— پھر والد صاحب نے تمام بیانات کو غور سے ملاحظہ فرمایا، اور جو کمیاں رہ گئی تھیں ان کی اصلاح فرمائی، جن بیانوں کے شروع میں بیان کا خلاصہ نہیں تھا، ان کا اپنے قلم سے اضافہ فرمایا۔ —— پھر ہم نے مکتبۃ الاحسان دیوبند سے جو ہمارا مکتبہ ہے، دیدہ زیب ٹائٹل، شاندار طباعت کے ساتھ عمدہ کاغذ پر شائع کیا ہے۔ —— حضرت اقدس کے یہ بیانات اٹھارہ (۱۸) جلدوں میں چھپے ہوئے ہیں، یہ قیمتی سوغات ہے۔ والد محترم ومکرم فرماتے ہیں:

اگر آپ اچھے مسلمان بننا چاہتے ہیں تو ان بیانات کو خوب غور سے بار بار پڑھیں اور حضرت اقدس نے جو باتیں بیان کی ہیں، اُن پر عمل کر کے زندگی کو سنوارنے کی کوشش کریں، موصوف کے یہ بیانات مسلمانوں کے تمام طبقوں کے لیے یکساں مفید ہیں، عام طور پر لوگ ان اصلاحی بیانات کی اہمیت سے واقف نہیں، اس لیے وہ دوسروں کے بیانات کو حضرت اقدس کے بیانات پر ترجیح دیتے ہیں، کیونکہ ان میں چٹ پٹی باتیں ہوتی ہیں، مبالغہ آمیز قصے ہوتے ہیں، ان کا اندازِ بیان نرالا ہوتا ہے، بزرگوں کی بے سند کرامتوں کا تذکرہ ہوتا ہے، اَنبیاء کرام کے قصے اکثر و بیشتر اسرائیلی روایتوں سے ماخوذ ہوتے ہیں، اور بڑی بڑی تفسیروں کے حوالے ہوتے ہیں، اور نہ جانے کیا کیا ہوتا ہے؟!

لیکن حضرت اقدس مولانا محمد تقی عثمانی صاحب اچھے عالم ہیں، وہ جو باتیں کہتے ہیں مسلمانوں کی اصلاح کے لیے بہت مفید ہوتی ہیں، حضرت اقدس کے بیانات میں نہ مبالغہ آمیزی ہوتی ہے، نہ کوئی غلط بات ہوتی ہے، بلکہ آپ کے بیانات میں قرآن وحدیث کی شرح ہوتی ہے، رسوم و بدعات کی تردید ہوتی ہے، اور مسلکِ دار العلوم دیوبند کی وضاحت ہوتی ہے، اس لیے احقر مسلمانوں کے تمام طبقوں خصوصًا طالبانِ علوم نبوت سے گزارش کرتا ہے کہ ان اصلاحی بیانات کو بار بار غور سے پڑھیں، اور اپنے عقائد ونظریات اور اخلاق واعمال کو سنوانے کی کوشش کریں، اور

خطبات کی ایسی کتابوں سے پرہیز کریں جن میں دیوبندیت کے بجائے بریلویت کی ترجمانی ہوتی ہے۔

عورتوں کے لیے اولیٰ اور مستحب یہ ہے کہ وہ بال باندھ کر نماز پڑھیں

نیز والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری فرماتے ہیں کہ احقر نے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے 'اصلاحی خطبات' کی اٹھارہ جلدوں کو خوب غور سے دیکھا ہے، موصوف کے ان اصلاحی بیانات میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں میری دانست میں سب صحیح ہیں، البتہ ایک جگہ اِشکال ہے، موصوف نماز کا مسنون طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''عورتوں کے لیے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا کراہت سے خالی نہیں، اگر چہ نماز ہوجائے گی، اس لئے کہ علمائے کرام نے فرمایا کہ اگر بالوں کا جوڑا بندھا ہوا ہوگا تو بال سجدے میں نہیں جائیں گے، کیوں کہ اس صورت میں بال اوپر کی طرف کھڑے ہوں گے، اور سجدے کی پوری کیفیت حاصل نہ ہوگی، اس لیے عورتوں کو چاہیے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے اپنے جوڑے کو کھول لیں، تا کہ بال بھی سجدے میں نیچے کی طرف گریں، اوپر کی طرف کھڑے نہ رہیں، اور ان کو بھی سجدے کے اَنوار و برکات حاصل ہوجائیں، کیونکہ سجدے کے علاوہ کسی اور حالت میں اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل نہیں ہوتا''۔
>
> (اصلاحی خطبات: ۱۴/ ۱۴۱۴، بیان: نماز کا مسنون طریقہ)

مگر یہ حکم مردوں کے لیے ہے — عورتوں کے لیے اولیٰ اور مستحب یہ ہے کہ وہ بال بانڈھ کر نماز پڑھیں، حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند قدس سرہ اِرقام فرماتے ہیں:

مسئلہ: اگر مرد کے بڑے بڑے بال ہوں تو چوٹی باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات اعضاء سے سجدہ کروں اور بالوں اور کپڑوں کو روکے نہ رکھوں“۔

(رواہ الامام ابوداؤد، بذل: ۲/ ۸۴)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایک بار بال باندھ کر نماز پڑھ رہے تھے، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر نماز ہی میں ان کے بال کھول دیئے، نماز کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ اس طرح بال باندھ کر نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔

دلَّ الحدیثُ علی ذمٍّ و کراھةِ صلاةِ الرّجلِ معقوصَ الشّعرِ، و بہ قالَ الحنفیةُ سواءٌ تعمّدہٗ للصّلاةِ أم لا، و قالَ مالكٌ: محلُّ الکراھةِ إذا فعل ذٰلك للصّلاةِ. (المنهل: ۵/ ۳۶)

مسئلہ: بال باندھ کر نماز پڑھنے کی کراہت کا حکم مَردوں کے ساتھ خاص ہے، عورتوں کے لیے اولیٰ اور مستحب یہ ہے کہ وہ بال باندھ کر نماز پڑھیں تا کہ نماز میں بالوں کے کھل جانے کا اندیشہ اور خدشہ نہ رہے، کیونکہ عورت کے ایک چوتھائی بال اگر نماز میں کھل گئے اور ایک رُکن ادا کرنے کی مقدار یعنی تین بار سبحان اللہ کہہ سکیں اتنی دیر کھلے رہے تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی (منہل میں ہے:)

الکراھةُ مختصّةٌ بالرّجالِ دونَ النّساءِ لأنّ شعرھنّ عورةٌ، یجبُ سَترہٗ فی الصّلاةِ، فإذا نقضتْہُ استرسلَ و رُبما تعذّر سَترہٗ، فیُؤدِّی إلیٰ بُطلانِ صلاتِھا. (المنهل: ۵/ ۳۷)

نیز حدیث میں معقوص الشعر (بال باندھ کر) نماز پڑھنے کی کراہت کا حکم مرد کی تخصیص کے ساتھ دیا گیا ہے، ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: قَالَ أَبُوْ رَافِعٍ لِلْحَسَنِ: نَھٰی رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ أَنْ یُصَلِّیَ

''الرَّجُلُ''وَرَاسُهٗ مَعْقُوْصٌ.

طبرانی اور عبد الرزاق کے الفاظ یہ ہیں: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ ''الرَّجُلُ'' وَ رَاسُهٗ مَعْقُوْصٌ. (ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں، ص:۷۷-۷۸)

والد صاحب کے دینی اَسفار

والد صاحب درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کے ساتھ مُلک اور بیرونِ مُلک کے اَسفار کرتے رہتے ہیں، چنانچہ پچیس (۲۵) سال سے والد صاحب ہر سال رمضان المبارک کی تعطیل میں برطانیہ اور کناڈا تشریف لیجاتے ہیں، اور پورا رمضان اکثر وبیشتر ایک ہی مسجد میں قیام فرماتے ہیں، اور فجر کے بعد مسائل بیان فرماتے یا مختصر نصیحت فرماتے ہیں، اور عصر کے بعد درسِ حدیث اور تراویح کے بعد درسِ قرآن دیتے ہیں، اور ہفتہ میں ایک دو مرتبہ ظہر کے بعد خواتین میں بیان کرتے ہیں، آپ نے کناڈا اور برطانیہ کی جن مسجدوں میں قیام فرمایا ہے ان میں سے چند یہ ہیں: (۱) ٹورنٹو (کناڈا) کی مسجد دار السلام (۲) لندن کی مسجد قُبا (۳) بولٹن کی مکی مسجد (۴) بلیک برن کی مسجد توحید الاسلام (۵) لنکاسٹر کی مسجد نور (٦) بریڈ فورڈ کی مسجد نور (۷) اور کونٹری کی مسجد زینت الاسلام؛ آخر الذکر مسجد والے والد صاحب کو بہت چاہتے ہیں، اور ہر سال بلاتے ہیں اور بہت غور سے والد صاحب کے بیانات سنتے ہیں اور اُن پر عمل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو دونوں جہانوں میں خوش رکھیں اور جنت الفردوس کا وارث بنائیں۔ آمین!

نیز چند سالوں سے والد صاحب ششماہی امتحان کے موقع پر بنگلہ دیش بھی تشریف لیجاتے ہیں، وہاں پندرہ بیس دن قیام فرماتے ہیں، اور مختلف مدارس کے سالانہ جلسوں میں بیان فرماتے ہیں، بنگلہ دیش میں عام طور پر لوگ اردو زبان سے

ناواقف ہیں اس لیے والد صاحب کے اکثر بیانوں کا ترجمہ بنگلہ زبان میں حضرت مولانا محمد عمر فاروق صاحب سندی پی دامت برکاتہم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر کو صحت و عافیت کے ساتھ دراز فرمائیں۔آمین!

زیارت حرمین شریفین

والد صاحب نے دو (۲) حج کیے، پہلا حج سنہ ۱۴۱۷ھ میں کیا، اور دوسرا حج سنہ ۱۴۲۲ھ میں ادا کیا، پہلے حج میں والد صاحب کے ہمراہ راقم الحروف کی والدہ ماجدہ تھیں، اور دوسرے حج میں تایابابا حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ اور ان کے صاحب زادے جناب مولانا حسین احمد صاحب تھے۔

ایک کشمیری نوجوان کی ہمدردی

والد صاحب نے فرمایا: پہلے حج میں جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو قیام گاہ میں سامان رکھ کر وضو کیا، اور عمرہ کرنے کے لیے مسجد حرام کا قصد کیا، جب مسجد حرام پہنچے تو ظہر کی اذان ہو چکی تھی، اور لوگ سنتیں پڑھ رہے تھے، ہم نے ظہر کی سنتیں ادا کیں، پھر ظہر کی نماز پہلی مرتبہ امام حرم کے پیچھے پڑھی، پھر دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھ کر مسجد حرام کے مسقّف حصے میں داخل ہوئے، چونکہ لوگ باہر نکل رہے تھے، اور ہمیں اندر جانا تھا، اس لیے بھیڑ میں ہمارا رُخ سامنے کے بجائے دائیں طرف ہو گیا، اور ہم نے پوری مسجد حرام کا ایک چکر لگایا، ایک کشمیری نوجوان ہمیں دیکھ رہا تھا، جب ہم مسجد حرام کا چکر لگا کر اس کے قریب پہنچے تو وہ میرے پاس آیا، اور مجھ سے علیک سلیک کے بعد کہا، آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا: ہم عمرہ کا طواف کرنا چاہتے ہیں، مگر ہمیں معلوم نہیں کہ کعبہ کہاں ہے؟ کشمیری نوجوان نے کہا: میرے ساتھ چلو

وہ فرشتہ صفت نوجوان ہمیں لے کر روانہ ہوا، جب کعبہ پر نظر پڑی تو کشمیری نوجوان نے کہا: دیکھو! سامنے کعبہ ہے، تھوڑی دیر ٹھہر کر دُعا مانگو، ہم نے دُعا مانگی، دُعا کے بعد کشمیری نوجوان ہمیں لے کر روانہ ہوا، حجرِ اسود کے قریب کھڑے ہو کر اس نے نفل طواف کی نیت کی اور ہم نے طوافِ عمرہ کی نیت کی، اور اِستلام کیا، پھر اس نے نفل طواف کیا، اور ہم نے طوافِ عمرہ کیا، طواف سے فارغ ہو کر ہمیں مقامِ ابراہیم کے پاس لے گیا، اور کہا: یہاں دو رکعت واجب نماز ادا کرو، پھر زمزم کے کنویں پر لے گیا، میں نے زمزم کا پانی پیا، پھر ہم باہر نکلے اور حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر حجر اسود کا اِستلام کیا، اس کے بعد کشمیری نوجوان صفا گیٹ سے ہمیں صفا پر لے گیا، اور کہا: یہ صفا ہے، سامنے مروہ ہے، صفا سے سعی شروع کرو، ہم نے سعی شروع کی، اور کشمیری نوجوان نے بھی صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگائے، اس پر سعی واجب نہیں تھی پھر بھی ہماری خاطر اس فرشتہ صفت نوجوان نے صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگائے، پھر کشمیری نوجوان ہمیں لے کر مسجد حرام میں آیا، اور کہا: دو رکعت نماز ادا کرو، ہم نے دو رکعت نماز ادا کی، پھر ہمیں ہماری قیام گاہ پر پہنچانے آیا، اور میرے سر کے بال مونڈے، میں نے دس ریال دیئے اور وہ سلام کر کے چلا گیا، بعد میں اس کو بہت تلاش کیا مگر پورے حج میں کہیں نظر نہیں آیا۔

بریلوی حجّاج کا والد صاحب سے محبت کرنا

تین دن مکہ مکرمہ میں قیام کرنے کے بعد حج کمیٹی نے ہمیں مدینہ منوّرہ بھیج دیا، مکہ مکرمہ اور مدینہ منوّرہ میں حج کمیٹی نے جس بلڈنگ میں ہمارے قیام کا انتظام کیا تھا، اس میں احمد بھائی الٰہ بادی اور ان کی والدہ ماجدہ کے سوا سب حجاج کرام رضا خانی اور بریلوی حضرات تھے، وہ مجھ سے دیوبندی ہونے کے باوجود بہت محبت کرتے تھے، اور مسائل دریافت کرتے رہتے تھے، مدینہ منوّرہ کے قیام کے

دوران چند رضا خانیوں نے مجھ سے کہا کہ ہم روضۂ اقدس پر کچھ دیر ٹھہر کر دُرود شریف پڑھنا چاہتے ہیں، مگر شُرطی لوگ (پولیس والے) ہمیں دھکا دے کر ہٹا دیتے ہیں، ہم کیا کریں؟ میں نے کہا: آپ مواجہہ کے وقت صرف سلام کرکے آگے بڑھ جائیں، باہر نکل کر قبلہ کی دیوار کی طرف مُنہ کرکے بیٹھ جائیں، اور جتنی دیر چاہیں دُرود شریف پڑھتے رہیں اور دُعائیں کرتے رہیں، آپ کو شُرطی حضرات کچھ نہ کہیں گے، چنانچہ انہوں نے میری نصیحت پر عمل کیا، اور بہت خوش ہوئے۔

رنگین چادروں میں اِحرام درست ہے

جب ہم مدینہ منوّرہ سے مکّہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے اور ذُوالحلیفہ پر پہنچے تو ڈرائیور نے بس کھڑی کرکے کہا: تمام حجاج کرام مسجد ذُوالحلیفہ میں جاکر دو رکعت نفل نماز پڑھیں اور اِحرام باندھ لیں۔

تمام مرد اور عورتیں بس سے اُتر کر مسجد ذُوالحلیفہ میں پہنچے، اس کی زیارت کی، اور وضو کرکے دو رکعت نفل نماز پڑھی اور عمرہ کا اِحرام باندھا، بعض حضرات کے پاس اِحرام کے کپڑے نہیں تھے، اُن کو مسئلہ معلوم نہیں تھا اس لیے اِحرام کے کپڑے مکّہ مکرمہ چھوڑ کر آئے تھے، میں نے اُن کو کہا: دیکھو! باہر اِحرام کی چادریں فروخت ہو رہی ہیں، چادریں خرید کر اِحرام باندھ لو، مگر جو چادریں وہاں فروخت ہو رہی تھیں، ان کی قیمت قدرے زائد تھی، اس لیے حجاج کرام وہاں سے چادریں خریدنا نہیں چاہتے تھے، اس لیے میں نے کہا: آپ کے پاس اوڑھنے کی جو چادریں ہیں ان ہی کو پہن کر عمرہ کی نیت کرو، اور تلبیہ پڑھو، رضا خانی حجاج کرام نے فوراً اپنے سامان میں سے اوڑھنے کی چادریں نکالیں، اور ان کو پہن کر عمرہ کی نیت کرکے تلبیہ پڑھا۔

جب ہم سب بس میں بیٹھ گئے تو ڈرائیور نے دیکھا کہ بعض حاجیوں کے جسم پر

سفید کے بجائے دوسرے رنگ کی چادریں ہیں تو اس نے کہا: جن حضرات نے رنگین چادریں پہن رکھی ہیں وہ نیچے اُتر کر سفید چادریں خریدیں، اور سفید چادریں پہن کر عمرہ کی نیت کریں، ورنہ میں بس لے کر آگے نہیں جاؤں گا، —— میں نے کہا: کیا سفید چادروں میں اِحرام باندھنا ضروری ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! آگے تفتیش ہوگی، اگر کسی کے بدن پر رنگین چادر ہوگی تو مجھے بس لے کر واپس ذُو الحلیفہ آنا پڑے گا، اور میرا بہت نقصان ہوگا اور آپ کا وقت ضائع ہوگا، میں نے کہا: اگر کوئی تفتیش کار آئے گا تو میں ذمہ دار ہوں، ڈرائیور میرے کہنے پر بس لے کر روانہ ہوا ایک گھنٹہ کے بعد تفتیش کار آ گئے اور بس رکوائی، اور حجاج کرام کو دیکھ کر ڈرائیور کو کہا: بس ذُو الحلیفہ واپس لے جاؤ، اور جن حضرات نے رنگین چادریں پہن رکھی ہیں اُن کو کہو کہ وہ سفید چادریں خرید کر اِحرام باندھیں، ورنہ ان حاجیوں کو دَم دینا پڑے گا، میں نے تفتیش کاروں سے کہا: ہم سب ذُو الحلیفہ سے اِحرام باندھ کر آئے ہیں، اس لیے واپس نہیں جائیں گے، تفتیش کاروں نے کہا: رنگین چادروں میں احرام درست نہیں، میں نے کہا: درست ہے، جب تفتیش کاروں نے میری بات نہیں مانی تو میں نے شیخ بن باز کا ایک کتابچہ نکالا جس میں حج کے ضروری مسائل تھے، یہ کتابچہ اکثر حاجیوں کو دیا جاتا ہے، اس میں لکھا تھا کہ: ''رنگین چادروں میں اِحرام درست ہے، اِحرام کے کپڑوں کا سفید ہونا ضروری نہیں، اولیٰ اور بہتر ہے''۔ اس پر تفتیش کار بس سے اُتر گئے، اور ڈرائیور کو اجازت دیدی۔

مِنیٰ کا عظیم ترین حادثہ

مکہ مکرمہ پہنچ کر ہم نے دوسرا عمرہ کیا، پھر نفل طواف کرتے رہے، جب مِنیٰ روانہ ہونے کا وقت قریب آ گیا تو معلّم کے ملازمین حجاج کرام سے پوچھ کر پندرہ حاجیوں کے نام ایک خیمہ کے لیے لکھنے لگے، تاکہ ہم مزاج ہونے کی وجہ سے کسی کو تکلیف نہ

ہو، اکثر رضا خانی حجاج کی خواہش تھی کہ میرے خیمہ میں اپنے نام درج کرائیں، میں نے اور احمد بھائی الٰہ بادی نے ایک خیمہ میں نام لکھوادیا اور اس کو مخفی رکھا تھا، مگر جب کانپور کے رضا خانی حجاج کو معلوم ہوگیا کہ میں نے فلاں خیمہ میں نام لکھوایا ہے تو باقی ماندہ شرکاء میں انہوں نے اپنے نام لکھوادیئے، ان میں کانپور کے ایک تاجر تھے، وہ مجھ سے دوسرے رضا خانی حاجیوں سے زیادہ بے تکلّف تھے، اور مجھے وقتاً فوقتاً دیوبندی ہونے کی وجہ سے طعنے بھی دیتے تھے، مگر ہر وقت میرے ساتھ رہنا چاہتے تھے، خصوصًا مِنٰی کے ایام میں تاکہ حج کا کوئی رُکن آگے پیچھے نہ ہوجائے۔

الغرض کانپور کے حاجی قمر صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ، الٰہ آباد کے احمد بھائی اور ان کی والدہ ماجدہ، میں اور میری اہلیہ باہم ایک دوسرے سے کافی مانوس تھے، اس لیے جب ہم مِنٰی میں پہنچے تو اپنے خیمہ میں سامان رکھ کر ہم نے خواتین سے کہا کہ آپ تینوں خیمہ میں رہیں، ہم تینوں مرد جمرات دیکھنے جارہے ہیں، تاکہ رَمیٔ جِمار میں آسانی ہو، چنانچہ ہم تینوں مرد جمرات کی طرف چل دیئے، جب جمرات کے قریب پہنچے تو بھیڑ کی وجہ سے احمد بھائی الٰہ آبادی ہم سے بچھڑ گئے، میں اور کانپور کے حاجی صاحب پُل پر چڑھے تو دیکھا کہ ہمارا خیمہ جہاں تھا وہاں دھوئیں کے بادل اُٹھ رہے ہیں، ہم دونوں گھبرائے، اور احمد بھائی الٰہ آبادی کو تلاش کیا تو وہ نہیں ملے، ہم دونوں جلدی سے اپنے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے، مگر شُرطیوں نے ہمیں آگے بڑھنے سے روک دیا، اور کہا کہ آپ جدھر جارہے ہیں وہاں کے خیمے جل رہے ہیں، اور تیزی سے آگ آگے بڑھ رہی ہے، اس لیے آپ اپنے کو خطرہ میں نہ ڈالو، اور پیچھے لوٹ جاؤ، مگر ہمیں خواتین کی فکر بے چین کررہی تھی، مجبوراً ہم اِدھر اُدھر گھومتے رہے، مگر شُرطیوں نے ہمیں ہر جگہ آگے بڑھنے سے روکا، دو تین گھنٹے کے بعد آگ پر قابو پالیا گیا، اور راستے کُھل گئے تو ہم دونوں اپنے خیمہ میں پہنچے، راستہ میں نصف پنڈلیوں تک پانی بہہ رہا تھا، اور لوگ بے تحاشا بھاگ رہے تھے، مِنٰی

کے آدھے خیمے جل چکے تھے، اور جو باقی تھے ان میں کُہرام مچا ہوا تھا، خیمہ کے قریب جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہمارے خیمہ سے دس پندرہ قدم پر آگ بجھ چکی ہے، اور ہمارا خیمہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے، اور خواتین میں سے کوئی موجود نہیں ہے، میں نے تو اللہ جلّ شانہٗ کا شکر ادا کیا، مگر میرے کانپوری رضا خانی بھائی کی حالت یہ منظر دیکھ کر نا گفتہ بہ ہوگئی، اور ان کی ہمت نے جواب دے دیا، وہ زمین پر بیٹھ گئے، اور رونے لگے، اور کہنے لگے: ہائے! میری بیوی کہاں گئی؟ میں اکیلا کیا کروں گا؟! میں نے تسلّی دی، اور کہا: گھبراؤ نہیں، اللہ کا شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری بیویوں کو بچا لیا، وہ صحیح سلامت یہاں سے نکل گئی ہیں، صبر کرو! ان شاء اللہ وہ مل جائیں گی، ہم خیمے سے صبح دس بجے نکلے تھے، اور عصر کے وقت خیمے میں پہنچے تھے، اس اَثناء میں ہم دونوں پاگلوں کی طرح اِدھر اُدھر بھٹک رہے تھے، بدن میں ہمت و طاقت نہیں رہی تھی، اس لیے ہم دونوں نے خیمہ میں عصر کی نماز ادا کی، اور وہیں بیٹھے رہے، پھر جب مغرب کا وقت ہوا تو مغرب کی نماز پڑھی، مغرب کے بعد خیمہ کے اکثر حضرات آ گئے، صرف میری اہلیہ اور کانپور کے حاجی قمر صاحب کی اہلیہ نہیں آئی تھیں۔

عشاء سے کچھ پہلے علاقہٗ پالن پور کے دو حاجی میری اہلیہ کو لے کر آئے تو بہت خوشی ہوئی، اور اللہ کا شکر ادا کیا، اور اہلیہ نے اپنی آپ بیتی سنائی کہ: آپ کے جانے کے بعد ہم تینوں خواتین خیمہ میں تھیں کہ اچانک تکبیر (اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر) کی آواز سنی، باہر نکل کر دیکھا تو لوگ بھاگ رہے تھے، اور کہہ رہے تھے کہ: آگ! آگ! بھاگو! بھاگو! خیمہ کے تمام شرکاء چونکہ موجود تھے اس لیے وہ اپنی مستورات کو لے کر روانہ ہوگئے، صرف احمد بھائی کی والدہ میری اور قمر بھائی کی اہلیہ خیمہ میں رہ گئیں تو تینوں ایک ساتھ خیمہ سے نکل کر سڑک پر آئیں اور ایک ساتھ چلنے لگیں، بھیڑ کی وجہ سے چلنا مشکل تھا، سڑک پر جگہ جگہ لوگوں کے سامان پڑے ہوئے تھے، اُس سے ٹکرا کر لوگ گر رہے تھے، اور احمد بھائی الہٰ آبادی ہم سے الگ ہو کر خیمہ

میں پہنچے تو دیکھا کہ ان کی والدہ خیمہ میں نہیں ہیں، کسی نے بتایا کہ ابھی ابھی تمہاری والدہ یہاں سے نکلی ہیں، احمد بھائی اپنی والدہ کو تلاش کرنے کے لیے سڑک کی طرف دوڑ پڑے اور زور زور سے اپنی والدہ کو آواز دینے لگے، ان کی والدہ نے اپنے بیٹے کی آواز سن کر ہاتھ بلند کیا تو احمد بھائی نے اپنی والدہ کو کہا: اَمی جان! میں آ گیا ہوں، آپ جہاں ہیں وہیں کھڑی رہیں، لیکن بھیڑ میں کھڑا رہنا مشکل تھا اور دھکوں کے سہارے چل رہی تھیں کہ سڑک پر ایک حبشی عورت پڑی ہوئی تھی اس سے ٹکرا کر احمد بھائی کی والدہ گریں، ان پر میری اہلیہ اور میری اہلیہ کے اوپر قمر بھائی کی اہلیہ گریں، احمد بھائی کی والدہ؛ احمد بھائی کو پکار رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ بیٹا! ہمیں بچاؤ! بچاؤ! احمد بھائی قریب پہنچ چکے تھے، انہوں نے آکر پہلے قمر بھائی کی اہلیہ کو کھڑا کیا، پھر میری اہلیہ کو، پھر اپنی والدہ اور حبشی عورت کو کھڑا کیا، پھر اپنی والدہ، میری اور قمر بھائی کی اہلیہ کو لے کر روانہ ہوئے، لیکن بھیڑ اور دھکوں کی وجہ سے میری اور قمر بھائی کی اہلیہ الگ ہوگئیں، احمد بھائی بڑی مشکل سے اپنی والدہ کو بھیڑ سے نکالنے میں کامیاب رہے۔

میری اہلیہ نے دیکھا کہ سڑک پر چلنا مشکل ہے تو وہ بھیڑ بھاڑ سے نکل کر جہاں خیمے تھے وہاں آ گئیں، اور اطمینان سے چلتی رہیں، جب خیمے ختم ہو گئے تو سڑک پر آئیں مگر بھیڑ بہت تھی، آگے بڑھنا مشکل تھا، اور کچھ پاکستانی حضرات پُل پر کھڑے تھے، اور اپنے اِحرام کے کپڑے نیچے لٹکا کر لوگوں کو اور عورتوں کو اوپر کھینچ رہے تھے، پاکستانی حضرات نے میری اہلیہ کو بھی کہا کہ: اِحرام کا کپڑا پکڑ لو، جب اہلیہ نے کپڑا پکڑ لیا تو پاکستانی حضرات نے ان کو اوپر کھینچ لیا، اور بھیڑ سے نجات ملی، عصر کی نماز سے ایک گھنٹہ پہلے بھیڑ ختم ہوگئی اور پاکستانی حضرات نے اطمینان کا سانس لیا، پھر دو پاکستانی حضرات میری اہلیہ کو لے کر ہندوستانی حاجیوں کے خیموں میں پہنچے، مگر ہمارا خیمہ گر گیا تھا، اس لیے ان کو نہیں ملا، میری اہلیہ نے پالن پور کے

علاقہ کی کچھ عورتوں کو دیکھا اور برقع سے ان کو پہچان لیا، کیونکہ پالن پور کی 'مؤمن برادری' کی عورتوں کا برقع ممتاز ہوتا ہے، میری اہلیہ نے پاکستانی بزرگوں سے کہا: آپ کا بہت بہت شکریہ، اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں میں خوش رکھیں، میں اپنی برادری کے حاجیوں میں آ گئی ہوں، میں ان کو پہنچانتی ہوں، ہماری برادری کے حاجیوں نے بھی پاکستانی بُزرگوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا: ہم ان کو ان کے شوہر تک پہنچادیں گے، آپ تشریف لیجائیں، مگر پاکستانی بُزرگوں نے کہا: آپ وعدہ کریں کہ اس خاتون کو ضرور ان کے شوہر تک پہنچائیں گے، جب پاکستانی بُزرگوں کو یقین ہوگیا تو میری اہلیہ کو ان کے حوالہ کر کے تشریف لے گئے، فجزاہم اللہ احسن الجزاء، اللہ تعالیٰ ان بُزرگوں کو دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائیں، اوران کی قربانیوں کو قبول فرمائیں۔ آمین یارب العالمین!

اور کانپور کے حاجی قمر بھائی کی اہلیہ بھی صحیح سلامت عشاء کے بعد خیمے میں پہنچ گئیں اور قمر بھائی اپنی بیوی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

پاکستانی خُدّام حاجیوں کی خوب خدمت کرتے ہیں

یہ بات قابل ذِکر ہے کہ میں نے پہلے اور دوسرے حج میں دیکھا کہ پاکستانی خدّام موسم حج میں ہر جگہ نظر آتے ہیں اور حاجیوں کی خوب خدمت کرتے ہیں، خواہ وہ پاکستان کے حاجی ہوں یا ہندوستان کے یا کسی اور مُلک کے ——— اور حکومتِ ہند جن خدّاموں کو بھیجتی ہے وہ کہیں نظر نہیں آتے، نہ وہ کسی حاجی کی کوئی مدد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائیں۔

حکومتِ سعودیہ کا بہت بڑا کارنامہ

دوسری خاص بات یہ ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب ایرانیوں

کے خیموں سے آگ بُلند ہوئی تو مِنٰی میں جو لائٹ کے ستون ہیں، ان کا بالائی حصّہ اچانک گھومنے لگا اور چاروں طرف پانی برسنے لگا، اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام خیموں کو تر کردیا، اور اتنی کثرت سے پانی برسنے لگا کہ سڑک پر پانی کی نہریں بہنے لگیں، اور ہیلی کوپٹر پرندوں کی طرح فضا میں پرواز کرنے لگے، اور آگ بجھانے والا کیمیکل چھڑکنے لگے، لیکن ہوا اِس قدر تیز تھی کہ مِنٰی کے آدھے خیموں کو خاکستر کردیا، اور جو لوگ خیموں میں تھے وہ جان بچانے کے لیے پہاڑوں پر چڑھنے لگے، بہت سے حاجی پہاڑوں سے گر کر شہید ہوگئے، اور کچھ آگ میں جل کر شہید ہوئے، اور بے شمار حاجی زخموں سے چور ہوکر زمین پر دراز ہوگئے، اور آگ بجھتے ہی وادیٔ مِنٰی میں ایمبولینس گاڑیاں چونٹیوں کی طرح رینگنے لگیں، اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام زخمیوں کو مِنٰی اور مکّہ کے شفا خانوں میں پہنچادیا، اور اگلے دن وقوفِ عرفہ تھا، اس لیے تمام مریضوں کو مختلف گاڑیوں میں عرفات کے میدان میں لے آئے اور کسی کا حج فوت نہیں ہوا، یہ حکومت سعودیہ کا بہت بڑا کارنامہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قائم و دائم رکھیں، ان کی لغزشوں کو معاف فرمائیں اور خلفائے راشدین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔آمین یارب العالمین!

دہلی ایرپورٹ کے ملازمین کی فرحت ومسرت

جب ہم حج کرکے دہلی ایرپورٹ پر پہنچے تو عجیب منظر دیکھا، ایرپورٹ کے ملازمین حاجیوں کا استقبال کررہے تھے، اور حاجیوں کے سامان کو اُٹھا کر لاریوں میں رکھ رہے تھے اور ہمیں باہر پہنچارہے تھے، نہ امیگریشن ہورہا تھا، نہ سامان چیک ہورہا تھا، اور ایرپورٹ کے تمام ملازمین بہت خوش تھے کہ ہندوستان کے حاجی صحیح سلامت واپس آرہے ہیں، یہ حجاج کرام قابل احترام ہیں، ان کی خدمت کرنا ہمارے لیے باعثِ سعادت اور باعثِ فخر ہے، فالحمدللہ رب العالمین۔

عورتوں کے لیے مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جب ہم ایر پورٹ سے باہر آگئے تو دیکھا کہ دو بیٹے (مصطفیٰ امین اور مرتضیٰ امین) اور ایک بیٹی (زکیہ حُسنیٰ) ہمیں لینے کے لیے دیوبند سے گاڑی لے کر آئے ہوئے ہیں، ملاقات کے بعد ہم بارہ بجے دن کو دہلی ایر پورٹ سے دیوبند کے لیے روانہ ہوئے، ظہر کی نماز میرٹھ کے قریب ایک مسجد میں ادا کی، اور عصر کے وقت مظفرنگر پہنچے تو ہلکی ہلکی بارش ہورہی تھی، لبِ سڑک ایک مسجد دیکھی تو ہم اہلِ خانہ گاڑی سے اُتر کر مسجد میں گئے، عصر کی نماز ہوچکی تھی، کوئی مَرد مسجد میں نہیں تھا، میں نے بچوں اور ان کی والدہ سے کہا: وضو کر کے مسجد کے ایک کونے میں نماز ادا کرو، میں نے اور بڑے بیٹے مولوی مصطفیٰ امین نے مسجد کے ایک کونے میں باجماعت نماز ادا کی۔

جب ہم اہلِ خانہ نماز پڑھ کر باہر نکلے تو کچھ لوگ ہمارے انتظار میں کھڑے تھے، مجھے دیکھ کر وہ لوگ میرے پاس آئے، اور ایک عالم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ ہمارے امام صاحب ہیں، اور دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہیں، ہم نے ان سے پوچھا کہ عورتوں کے لیے مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ تو ہمارے امام صاحب نے بتایا کہ حرام ہے، آپ کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو کسی سے پوچھتے، میں نے کہا: آپ کے امام صاحب دار العلوم دیوبند سے فارغ ہیں، اور میں دار العلوم دیوبند کا مفتی ہوں، میں مسئلہ جانتا ہوں، اس لیے مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں، وہ حضرات مجھ سے سخت لہجے میں گفتگو کر رہے تھے، جب میں نے کہا کہ میں دار العلوم دیوبند کا مفتی ہوں، تو امام صاحب آگے بڑھے اور کہنے لگے: حضرت! ہمیں مسئلہ بتایئے کہ عورتوں کے لیے مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

میں نے بہت سنجیدگی سے سمجھایا کہ عورتوں کا مَردوں کی موجودگی میں مسجد میں

آ کر جماعت میں شریک ہونا ممنوع ہے، کیونکہ مَردوں اور عورتوں کا اختلاط فتنے سے خالی نہیں، مگر مَردوں کی عدم موجودگی میں کوئی خاتون مسجد میں آ کر نماز پڑھتی ہے تو کوئی گناہ نہیں، آپ حضرات بتائیں کہ اس وقت ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے، اور ہم یہاں کے باشندے نہیں، حج کر کے دہلی سے آ رہے ہیں، اور دیوبند جا رہے ہیں، اور دیوبند پہنچنے سے پہلے عصر کا وقت ختم ہو جائے گا، اور بارش ہو رہی ہے، میرے ساتھ خواتین ہیں وہ مسجد میں نماز نہ پڑھتیں تو ان کی نماز قضا ہو جاتی، اس لیے ہم سب اہلِ خانہ نے آپ کی مسجد میں نماز ادا کی، اللہ تعالیٰ آپ کی مسجد کو آباد رکھیں، اور آپ حضرات کو دِین کی صحیح سمجھ عطا فرمائیں۔

امام صاحب اور تمام حضرات بہت خوش ہوئے، اور اِصرار کرنے لگے کہ حضرت! آپ گاڑی میں بیٹھ جائیں، بارش ہو رہی ہے اور گاڑی میں بیٹھ کر تھوڑی دیر ٹھہریں، ہم آپ کے لیے چائے وغیرہ لاتے ہیں، میں نے معذرت کی اور کہا: ہم مغرب سے پہلے دیوبند پہنچنا چاہتے ہیں، ورنہ مغرب کی نماز مؤخر ہو جائے گی، اور میرا ایک بیٹا (مجتبیٰ امین) اور ایک چھوٹی بیٹی (اسماء حُسنیٰ) گھر پر ہمارا انتظار کر رہے ہیں، یہ کہہ کر ہم روانہ ہو گئے، اور مغرب سے پہلے دیوبند پہنچ گئے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ!

فیوض الحرمین

والد صاحب نے فرمایا: جب ہم پہلی مرتبہ حج کے لیے گئے تو جمعرات کو مکّہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ کیا، اگلے دن جمعہ تھا تو میں نے فجر کی نماز مسجد حرام میں پڑھی، پھر قیام گاہ پر آ کر ناشتہ کیا، غسل کر کے نئے کپڑے پہنے اور دس گیارہ بجے مسجد حرام میں پہنچا تو دیکھا کہ مسجد حرام کا مُسقَّف حصّہ بھر چکا ہے، اور دھوپ قدرے تیز ہے، اس

لیے چند حضرات طواف کر رہے ہیں، میں نے موقع کو غنیمت جانا اور طواف شروع کر دیا، بہت اطمینان سے زندگی میں پہلا نفل طواف کیا، زوال سے پہلے دو رکعت واجب ادا کیں، اور زمزم کے کنویں پر پہنچ کر خوب پانی پیا، اور ایک چلّو پانی لے کر سر اور بدن پر ڈالا، اور سر پر جو رومال تھا اس کو اُتار کر تر کیا، پھر باہر نکل کر مقام ابراہیم کے پاس بیٹھ گیا، اور دھوپ سے بچاؤ کے لیے سر اور کندھے پر تر رومال رکھا، تھوڑی دیر کے بعد مؤذن نے جمعہ کی اذان اوّل کہی، اور سب لوگ نماز پڑھنے لگے، جب میں جمعہ کی چار رکعت سنّت پڑھ کر فارغ ہوا تو نظر اُٹھا کر دیکھا، سامنے بیت اللہ کے دروازے کے پاس امام حرم منبر پر بیٹھے ہوئے ہیں، اور مؤذن اذان دینے کی تیاری کر رہا ہے، پھر مؤذن نے اذان کہی اور امام حرم خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے، پہلے خطبہ کے بعد تھوڑی دیر بیٹھے، پھر دوسرے خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے، اور دوسرے خطبہ کو سورۂ نحل کی اس آیت پر ختم کیا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ (آیت: ۹۰) جب امام حرم یہ آیت پڑھ رہے تھے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ امام حرم احقر کو بہت اہم نصیحت فرما رہے ہیں، اور اس کو بوجھنے کا حکم دے رہے ہیں، اور میں مقام ابراہم کے پاس کعبہ کے دروازے کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں، اور غور و فکر میں مستغرق ہوں۔

اگلے دن ہم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گئے، وہاں آٹھ دن قیام کیا، اور مسجد نبوی میں چالیس (۴۰) نمازیں با جماعت پڑھیں، جمعہ کے دن خطبہ کے وقت میں مسجد نبوی کے امام کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، اور خطبہ کو غور سے سن رہا تھا کہ مسجد نبوی کے امام نے بھی سورۂ نحل کی مذکورہ بالا آیت خاص انداز سے پڑھی، اور میں نے اس آیت کو اچھی طرح سمجھ لیا، حج سے واپس آنے کے بعد احقر نے مختلف جلسوں میں اس آیت کی تفسیر بیان کی تو سبھی لوگوں نے اس کو بہت پسند فرمایا۔

ایک مرتبہ ٹانڈہ بادلی (رام پور، یوپی) کے مختلف المشرب نوجوانوں نے سیرت کے موضوع پر ایک جلسہ کے انعقاد کا فیصلہ کیا، اور احقر کو مدعو کیا، جب میں ٹانڈہ بادلی پہنچا تو خاص اَحباب نے بتایا کہ رات کے جلسہ میں اہلِ حدیث اور رضا خانی حضرات بھی ہوں گے، اس لیے آپ بیان میں اس کا خیال رکھیں، اور علماء دیو بند کی حقّانیت کا ثبوت پیش کریں، اس جلسہ میں احقر نے جو تقریر کی تھی اس کو مولانا عبد المنان صاحب (ٹانڈہ بادلی، رام پوری[۱]) نے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے قلم بند کر کے احقر کو نظر ثانی کے بعد شائع کرنے کے لیے دی تھی، وہ میرے پاس محفوظ ہے، میں نے کسی مصلحت کی وجہ سے اس کو شائع نہیں کیا تھا، اب تقریباً بیس (۲۰) سال کے بعد حذف واضافہ کر کے اس کو شائع کر رہا ہوں؛ جو حسب ذیل ہے:

دستورِ خداوندی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

(تعریف ہے اللہ کو، اور سلام ہے اس کے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پناہ لیتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے، شروع

اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

﴿ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ﴾ (آیت:۹۰)

”بے شک اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا، اور اچھا کرنے کا، اور قرابت

---

(۱) حضرت مولانا عبد المنان صاحب رام پوری کا ۱۶ / اکتوبر، سنہ ۲۰۱۶ء کو اچانک انتقال ہو گیا، اللہ تعالیٰ اُن کی بال بال مغفرت فرمائیں، اور اُن کی قبر کو سراپا نور بنائیں، اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین!

والوں کو دینے کا، اور منع کرتا ہے بے حیائی سے، اور نامعقول کام سے، اور سرکشی سے (اللہ) تم کو سمجھاتا ہے، تاکہ تم یاد رکھو"۔

ایک جامع ترین آیت

بزرگو، بھائیو اور بہنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ممتاز ترین صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: قرآن کریم میں جامع ترین آیت سورۂ نحل میں ہے، اور وہ یہ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ يَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾ (آیت:۹۰)

"بے شک اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا، اور اچھا کرنے کا، اور قرابت والوں کو دینے کا، اور منع کرتا ہے بے حیائی سے، اور نامعقول کام سے، اور سرکشی سے (اللہ) تم کو سمجھاتا ہے، تاکہ تم یاد رکھو"(۱)

بزرگو، بھائیو اور بہنو! یہ قرآن کریم کی جامع ترین آیت ہے، اگر اس کے علاوہ کوئی آیت یا سورت نازل نہ ہوتی تب بھی یہ آیت مخلوقات کی ہدایت کے لیے کافی تھی، اس آیت میں دستورِ خداوندی اور قانونِ الٰہی جو پوری کائنات میں جاری و ساری ہے، اس کی مکمل وضاحت ہے، یہ دستورِ خداوندی صرف انسانوں کے لیے نہیں بلکہ عرش سے لے کر فرش تک جتنی ذوی العقول مخلوق آباد ہے، وہ سب اس کے مخاطب و مکلَّف ہیں، خواہ انسان ہوں یا جنات، فرشتے ہوں یا دیگر مخلوقات۔

بزرگو اور بھائیو! خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانہ سے آج

(۱) قَالَ الشَّعْبِیُّ، عَنْ بَشِيرِ بن نُهَيْكٍ: سمعتُ بنَ مَسعودٍ يَقولُ: إنّ أَجْمَعَ آيةٍ فِي القرآنِ فِي سورةِ النَّحل: { اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ الآية } رواه ابن جرير. (تفسیر ابن کثیر، ۵/ ۸۳، سورۃ النحل)

تک ہر خطیب اپنے خطبہ کو اسی آیت پر ختم کرتا ہے، خواہ وہ دیوبندی ہو یا رضا خانی، سلفی ہو یا خلفی، حنفی ہو یا شافعی، مالکی ہو یا حنبلی، اَفریقی ہو یا امریکی، ہندوستانی ہو یا پاکستانی، عربی ہو یا عجمی، رومی ہو یا حبشی، چینی ہو یا روسی، گجراتی ہو یا بنگالی، پنجابی ہو یا دوآبی، یہ ہے عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ پر تعمیل کی زندۂ جاوید مثال۔

لیکن آج تک کسی نے خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے منشا کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی، میرے عزیزو! مجھے خوشی ہے کہ آپ نے سیرت کے موضوع پر جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ فرمایا، اور ناچیز کو مدعو کیا، میرے عزیزو! غور سے سنو! اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت جاننا چاہتے ہیں تو اس آیت مبارکہ کو اچھی طرح سمجھ لو، اسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پنہاں ہے، اور اسی لیے خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے اس کو جمعہ اور عیدین کے آخری خطبہ میں شامل فرمایا ہے، تاکہ مسلمان اس آیت کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا ہر ہفتہ مشاہدہ کرتے رہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو اپنا کر فلاحِ دارین حاصل کریں۔

اَکْثَمُ بِن صَيْفِيْ کا قصہ

بزرگو، بھائیو اور بہنو! اس آیت مبارکہ کی جامعیت اور اہمیت کو سمجھنے کے لیے ایک قصہ سنو! حافظ ابو نُعیم نے کتاب معرفۃ الصّحابۃ میں ایک روایت نقل کی ہے کہ: اَکْثَمُ بِن صَيْفِيْ رضی اللہ عنہ نے جو اپنے قبیلہ کے ہر دل عزیز اور نہایت زیرک سردار تھے، ان کو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خروج و بعثت کی خبر پہنچی تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا اِرادہ کیا، ان کی قوم نے ان کو قوم کو چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے سے روکا اور کہا: آپ ہمارے

سردار اور ہم میں سب سے بڑے ہیں، آپ کے لیے مناسب نہیں کہ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہونے میں جلدی کریں ——— اَکْثَمْ بِن صَیْفِیْ نے کہا: تم میں سے کون شخص ان کے پاس جا کر میرا پیغام ان کو، اور ان کا پیغام مجھے پہنچاتا ہے؟ تو دو مرد تیار ہوئے اور وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: ہم دونوں اَکْثَمْ بِن صَیْفِیْ کے قاصد ہیں، وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ: آپ کون ہیں؟ اور کیا ہیں؟ ——— نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رہا یہ سوال کہ میں کون ہوں؟ تو میں محمد بن عبداللہ ہوں، اور رہی یہ بات کہ میں کیا ہوں؟ تو میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

راوی کہتے ہیں: پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾: ’’بے شک اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا، اور اچھا کرنے کا، اور قرابت والوں کو دینے کا، اور منع کرتا ہے بے حیائی سے، اور نامعقول کام سے، اور سرکشی سے (اللہ) تم کو سمجھاتا ہے، تاکہ تم یاد رکھو‘‘ ——— قاصدوں نے کہا: ہمارے سامنے یہ ارشاد دُہرائے! تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو دُہراتے رہے، یہاں تک کہ یہ آیت ان کو یاد ہوگئی، پھر وہ دونوں قاصد اَکْثَمْ بِن صَیْفِیْ کے پاس آئے، اور انہوں نے کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نسب کو اونچا کرنے سے انکار کیا، ہم نے (مکّہ والوں سے) ان کے نسب کے بارے میں دریافت کیا تو ہم نے ان کو پاکیزہ نسب اور قبیلۂ مُضر میں سب سے بہتر پایا، اور آپ علیہ السلام نے ہمیں چند باتوں کی تلقین فرمائی جن کو ہم نے غور سے سنا ——— اَکْثَمْ بِن صَیْفِیْ نے ان باتوں کو سن کر کہا: بے شک میرا گمان ہے کہ وہ اچھے اَخلاق کا حکم دیتے ہیں، اور بُرے اَخلاق سے منع فرماتے ہیں، لہٰذا تم اس معاملہ میں (پیش قدمی کر کے) سر (مقتداء) بن جاؤ، اور

اس معاملہ میں (تاخیر کرکے) دُم (تابع) نہ بنو (یعنی اسلام قبول کرنے میں جلدی کرو؛ تاکہ لوگ تمہاری اِتّباع کریں، اور دینِ اسلام قبول کرنے میں تاخیر مت کرو، ورنہ دوسرے لوگ پیش قدمی کرکے مقتداء بن جائیں گے، اور تم پیچھے رہ جاؤں گے۔(١)

بزرگو، بھائیو اور بہنو! اس آیت مبارکہ میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے جیسا کہ اس آیت سے پہلے خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾ (سورہ نحل، آیت: ٨٩): ”اور اُتاری ہم نے آپ پر کتاب جس میں ہر چیز کا واضح اور کھلا بیان ہے، اور

---

(١) عَن عَلِيِّ بن عبد الملك بن عُمَيْر عن أبيه قال: بلغ أكْثَمَ بْنَ صَيْفِي مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عليهِ وَ سلَّمَ، فَأَرَادَ أن يَأْتِيَهُ فَأَبَى قَوْمُهُ أَنْ يَدَعُوهُ وَ قَالُوا: أَنْتَ كَبِيْرُنَا، لَمْ تَكُنْ لَتَخِفُّ إِلَيْهِ، قالَ: فَلْيأْتِهِ مَنْ يُبَلِّغُهُ عَنِّي وَ يُبَلِّغُنِي عَنْهُ؟ فَانْتَدَبَ رَجُلَانِ، فَأَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عليهِ وَ سلَّمَ فقالَا: نَحْنُ رُسُلُ أكْثَمِ بْنِ صَيْفِي، وَ هُوَ يَسْأَلُكَ: مَنْ أَنْتَ؟ وَ مَا أَنْتَ؟ فقالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عليهِ وَ سلَّمَ: أمّا مَنْ أنا؟ فأنا مُحَمَّدُ بنُ عبدِ اللهِ، وَ أمّا مَا أنا؟ فَأَنَا عبدُ اللهِ وَ رَسُوْلُهُ قالَ: ثُمَّ تَلَا عَلَيْهِمْ هٰذِهِ الآيةَ: ﴿ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الإِحْسَانِ وَ إِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ قالُوا: رَدِّدْ عَلَيْنَا هٰذَا الْقَوْلَ، فَرَدَّدَهُ عَلَيْهِمْ حَتّٰى حَفِظُوهُ. فَأَتَيَا أكْثَمَ، فَقالَا: أبَى أن يَرْفَعَ نَسَبَهُ، فَسَأَلْنَا عَنْ نَسَبِهِ فَوجدْنَاهُ زَاكِيَ النَّسَبِ، وَسَطًا فِي مُضَرَ، وَ قَدْ رَمٰى إِلَيْنَا بِكلماتٍ قَدْ سَمِعْنَاهَا، فَلَمَّا سَمِعَهُنَّ أكْثَمُ قالَ: إِنِّي قَدْ أَرَاهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الأخلاقِ، وَ يَنْهٰى عَنْ مَلَائِمِهَا، فَكُونُوا فِي هٰذَا الأمْرِ رُءُوسًا، وَ لَا تَكُونُوا فِيهِ أَذْنَابًا. (تفسير ابن كثير، ٥/ ٨٣ و ٨٤، سورة النحل)

ہدایت اور رحمت، اور خوش خبری ہے حکم ماننے والوں کے لیے'' (یعنی یہ کتاب سارے جہاں کے لیے سرتا پا ہدایت اور مجسم رحمت ہے، فرمانبرداروں کو شاندار مستقبل کی خوش خبری سناتی ہے)

بزرگو اور بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تین باتوں کا حکم دیا ہے: (۱) عدل کا (۲) اِحسان کا (۳) اور قرابت والوں کو دینے کا ——— اور تین کاموں سے منع فرمایا ہے: (۱) بے حیائی سے (۲) نامعقول کام سے (۳) اور سرکشی سے۔

بزرگو اور بھائیو! یہ دستورِ خداوندی اور قانونِ الٰہی ہے؛ جس کی چھ دفعات ہیں ان کو الگ الگ سمجھو اور ان پر عمل کر کے اپنی دُنیا اور آخرت سنوارنے کی پوری کوشش کرو، ان شاء اللہ آپ کی دُنیا بھی آباد ہوگی اور آخرت بھی —— ''جیسی کرنی ویسی بھرنی؛ نہ مانے تو کر کے دیکھ، جنّت بھی ہے دوزخ بھی؛ نہ مانے تو مَر کے دیکھ''۔

دستورِ خداوندی کی پہلی دفعہ کی تشریح

بزرگو اور بھائیو! دستورِ خداوندی اور قانونِ الٰہی کی پہلی دَفعہ ہے: عدل وانصاف کرنا، عدل وانصاف کے معنی ہیں: دوسروں کے حقوق ادا کرنا اور اپنے حقوق وصول کرنا، القاموس الوحید میں ہے: اَلْعَدْلُ: انصاف؛ انصاف یہ ہے کہ آدمی کو اس کا واجب حق دیا جائے، اور اس سے اس پر واجب حق لیا جائے (۲/ ۱۰۵۵)

بزرگو اور بھائیو! اگر لوگ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں تو دُنیا میں جتنے جھگڑے ہیں وہ سب ختم ہوجائیں، عدالتیں بند ہوجائیں، اور دُنیا جنت نشاں بن جائے، اور سب لوگ راحت وسکون کے ماحول میں زندگی گزاریں، کیونکہ دُنیا میں جتنے جھگڑے ہیں وہ سب ایک دوسرے کے حقوق میں کوتاہی کرنے اور ظلم وزیادتی کے کڑوے پھل اور بُرے نتائج ہیں ——— اور آخرت میں جو عذاب ہوگا وہ بھی ظلم وزیادتی کا خمیازہ ہوگا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیؐ

کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (متفق علیه، مشکاۃ المصابیح، ص: ۴۳۴، باب الظّلم): ''ظلم و زیادتی قیامت کے دن تاریکیاں ہوں گی''۔

ایک جامع ترین حدیث

بھائیو اور بہنو! اگر آپ دُنیا اور آخرت میں راحت وسکون کی زندگی گزارنا اور عدل وانصاف کی حقیقت جاننا چاہتے ہیں تو ایک نہایت جامع حدیث سنو! اور اس پر عمل کرو، ان شاء اللہ آپ دونوں جہانوں میں خوش رہو گے، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلَاثًا، قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ لِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ عَامَّتِهِمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مشکاۃ المصابیح، ص: ۴۲۲ و ۴۲۳، بَابُ الشَّفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ عَلَى الْخَلْقِ)

ترجمہ: ''دین خیر خواہی ہے، دین خیر خواہی ہے، دین خیر خواہی ہے، (آپ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی) ہم نے (یعنی صحابۂ کرام نے) عرض کیا: کس کے لیے خیر خواہی کرنا دین ہے ؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اور اس کی کتاب کے لیے، اور اس کے پیغمبر کے واسطے، اور مسلمانوں کے اماموں کے واسطے، اور سب مسلمانوں کے واسطے ؛ خیر خواہی کرنا دین ہے''۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اللہ کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا مطلب

عزیز بھائیو اور پیاری بہنو!؛ خیر خواہی کرنے اور بھلائی چاہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ذمہ جو دوسرے کا حق ہے؛ اُس کے ادا کرنے میں نہ کوتاہی کریں نہ

ٹال مٹول کریں، اور چونکہ اللہ جلّ شانہٗ نے ہم کو پیدا کیا ہے، اور بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، اس لیے سب سے پہلے اللہ کے حقوق ادا کرنا ضروری ہے۔

☑ اور اللہ جلّ شانہٗ وعمّ نوالہٗ کے بندوں پر تین حق ہیں: (۱) اللہ کی وحدانیت پر ایمان لانا (۲) اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنا (۳) اور اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کا حکم دیا ہے؛ اُن کو بجالانا، اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے اُن سے پرہیز کرنا۔

اللہ کی کتاب کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا مطلب

☑ اللہ کی کتاب کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے، اور اللہ جلّ شانہٗ کی کتاب یعنی قرآن کریم کے پانچ حق ہیں: (۱) قرآن کریم پر ایمان لانا (۲) قرآن کریم کی تلاوت کرنا (۳) قرآن کریم کو سمجھنا (۴) قرآن کریم پر عمل کرنا (۵) اور علومِ قرآن کی اشاعت کی فکر کرنا۔

اللہ کے رسول کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا مطلب

☑ اللہ کے رسول کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے رسول کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے، اور اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تین حق ہیں: (۱) رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی رسالت ونبوّت پر ایمان لانا (۲) زندگی کے ہر شعبے میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اِتّباع کرنا (۳) دُرود شریف اور سلام کی کثرت اور آپ کے اہلِ بیت اور صحابہ کرام سے محبت رکھنا اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنا۔

اللہ کی کتاب کا مرتبہ: اللہ کے رسول سے اعلیٰ واَرفع ہے

مسئلہ: اس حدیث میں پہلے اللہ جلّ شانہٗ، پھر اللہ کی کتاب یعنی قرآن کریم

پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم ہے، اس میں اشارہ ہے کہ اللہ کی کتاب کا مرتبہ؛ اللہ کے رسول سے اَعلیٰ واَرفع ہے؛ کیونکہ کلام اللہ؛ خدا تعالیٰ کی صفت ہے، اور اللہ جل شانہٗ کی ذات وصفات قدیم ہیں، اور مخلوق حادث ہے۔

ائمۃ المسلمین کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا مطلب

☑ ائمۃ المسلمین کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے، اور مسلمانوں کے اماموں یعنی خلفائے اسلام اور خدا ترس علماء کے دو حق ہیں: (۱) ان کی باتوں کو غور سے سننا (۲) اور ان کی اطاعت کرنا۔ ارشاد خداوندی ہے: ﴿ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ﴾ (سورۂ نساء، آیت: ۵۹): ''اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا، اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں''۔

فائدہ: حاکم اسلام: بادشاہ یا اس کا صوبہ دار یا قاضی یا سردارِ لشکر اور جو کوئی کسی کام پر مقرّر ہو ان کے حکم کا ماننا ضروری ہے، جب تک کہ وہ خدا اور رسول کے خلاف حکم نہ دیں، اگر خدا اور رسول کے حکم کے صریح خلاف کرے تو اُس حکم کو ہرگز نہ مانے۔ (فوائد عثمانی)

سب مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا مطلب

☑ اور سب مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو نیک کام کی طرف بلاتا رہے، اچھے کاموں کا حکم کرتا رہے، اور بُرے کاموں سے منع کرتا رہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿ وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (سورۂ آل عمران، آیت: ۱۰۴)

ترجمہ: ''اور چاہیے کہ رہے تم میں ایک جماعت ایسی جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف، اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا، اور منع کرے بُرائی سے، اور وہی پہنچے اپنی مُراد کو''۔ (ترجمہ شیخ الہند)

(دَستورِ خداوندی کی پہلی دفعہ یعنی عَدل کی تشریح پوری ہوئی)

دستورِ خداوندی کی دوسری دفعہ کی تشریح

دَستورِ خداوندی کی دوسری دفعہ ہے: اِحسان؛ اور اِحسان کے معنی ہیں: اچھا کرنا، یعنی (۱) عقائد کو اچھا کرنا (۲) عبادات کو اچھا کرنا (۳) مُعاشرت کو اچھا کرنا (۴) مُعاملات کو اچھا کرنا (۵) اور اَخلاق کو اچھا کرنا۔

عزیز بھائیو اور پیاری بہنو! انسان کو دو چیزیں مطلوب ہوتی ہیں، ایک سکون وراحت اور دوسری: ترقی و برتری، اگر آپ دُنیا اور آخرت میں سکون وراحت کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو، دُنیا اور آخرت میں سکون وراحت نصیب ہوگی، اور دُنیا اور آخرت میں ترقی و برتری مطلوب ہے تو جو کام کرو نہایت عمدہ طریقہ پر کرو، ان شاء اللہ دُنیا اور آخرت میں سُرخ روئی حاصل ہوگی۔

بزرگو اور بھائیو! دُنیا اور آخرت کی اعلیٰ کامیابی احسان میں مضمر ہے، اگر آپ دُنیا کے کاموں میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو دُنیا کا جو کام کرو اُس کو اچھا سے اچھا کرنے کی کوشش کرو، آپ اپنے ہم پیشہ لوگوں سے آگے بڑھ جائیں گے، یعنی آپ حاکم ہیں تو حکومت کو، ناظم ہیں تو نظامت اور نظم ونسق کو، مدرس ہیں تو تدریس کو، مصنف ہیں تو تصنیف وتالیف کو، کاتب ہیں تو کتابت کو، خادم ہیں تو خدمت کو، تاجر ہیں تو تجارت کو، کسان ہیں تو زراعت کو، ملازم ہیں تو ملازمت کو، کارخانہ کے مالک ہیں تو مصنوعات کو، معمار ہیں تو تعمیر کو، کاریگر ہیں تو کاریگری کو اچھا سے اچھا کرنے کی کوشش کرو؛ ضرور آپ کو اعلیٰ کامیابی حاصل ہوگی۔

اسی طرح دِین کے کاموں میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو دِین و آخرت کا جو کام کرو، اس کو نہایت عمدہ کرنے کی کوشش کرو، ان شاء اللہ آپ کے عمل کا اجر و ثواب بڑھ جائے گا، اسی لیے قرآن کریم اور اَحادیث مبارکہ میں ہر کام کو اچھا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور خاص طور پر دینی کاموں کو اچھا کرنے کی تاکید کی گئی ہے، تاکہ آپ اپنے ایمان اور اسلام کو اچھا کر کے آخرت کی بڑی کامیابی حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں: ﴿مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت: ۱۱۲)

''جس نے اپنا چہرہ اللہ کے تابع کر دیا، اور وہ نکوکار ہے تو اسی کے لیے اُس کا ثواب ہے اپنے رب کے پاس''۔

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (سورۂ عنکبوت، آیت: ۶۹): ''اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سُجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں، اور بے شک اللہ نکوکاروں کے ساتھ ہیں''۔

نیز ارشادِ خداوندی ہے: ﴿اَلَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ﴾ (سورۂ مُلک، آیت: ۲): ''جس نے بنایا مَرنا اور جینا تاکہ تم کو جانچے کون تم میں اچھا کرتا ہے کام، اور وہ زبردست بخشنے والا ہے''۔

نیز اللہ تعالیٰ سورۂ نحل کے آخر میں ارشاد فرماتے ہیں: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَ الَّذِيْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ﴾ (سورۂ نحل، آیت: ۱۲۸): ''بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور جو نکوکار ہیں''۔

اور حضرت عُقْبَہ بِن عَامِرِ جُهَنِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ

عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَ وَجْهِهٖ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ . (سنن نسائی، بَابُ ثَوَابِ مَنْ أَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ): جس نے وضو کیا اور وضو کو اچھا کیا، پھر دو رکعت نماز خوب خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھی تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

اور حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى ; مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ ، وَ صَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ ، وَ أَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَ خُشُوعَهُنَّ ، كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ ، وَ مَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ ، وَ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ . رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَ أَبُوْ دَاوُدَ ، وَ رَوَى مَالِكٌ وَ النَّسَائِيُّ نَحْوَهُ. (مشکاۃ شریف، ص: ۵۸، کتابُ الصّلاۃ): ''اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جس نے ان کے وضو کو اچھا کیا، اور ان کو ان کے وقت پر ادا کیا، اور ان کے رکوع کو اور ان کے خشوع کو تام کیا، اس کے لیے اللہ نے عہد کیا ہے کہ اس کی مغفرت فرمائیں گے، اور جس نے ایسا نہیں کیا اس کے لیے اللہ نے کوئی عہد نہیں کیا، اللہ تعالیٰ چاہیں تو اس کی مغفرت فرمادیں، اور چاہیں تو اس کو سزا دیں''۔ اس کو احمد اور ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

✓ ان آیات واَحادیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح ہمیں اچھی چیز پسند ہے، اسی طرح اللہ جلّ شانہٗ کو بھی اچھا عمل پسند ہے، اس لیے آپ آخرت میں اعلیٰ کامیابی اور سُرخ روئی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اپنے ایمان اور اسلام کو اچھا کرنے کی کوشش کریں، اور ایمان واسلام کو اچھا کرنے کا طریقہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ آپ اللہ جلّ شانہٗ کی بندگی اور اس کے ہر حکم کی اِطاعت و فرمانبرداری اس طرح کریں گویا آپ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں، اور اگر استحضار کا یہ درجہ حاصل نہ ہو تو آپ اللہ کی بندگی اور اِطاعت اس یقین کے ساتھ کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ہر حرکت وسکون کو دیکھ رہا ہے، آپ کی کوئی حرکت اور عمل اس کی نگاہ

سے پوشیدہ نہیں، یہ ہے ایمان و اِسلام کو اچھا کرنے کا طریقہ، اسی لیے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایمان واسلام کے بعد تیسرا سوال اِحسان کے بارے میں کیا تھا کہ ایمان واسلام کو اچھا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ. (مشکاۃ،ص:۱۱)

بزرگو اور بھائیو! حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اِحسان کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے تیسرا سوال کیا تھا، اس لیے اِحسان کی اہمیت کو سمجھو اور اپنے کاموں کو خواہ دُنیا کے ہوں یا دِین کے اچھا کرنے کی پوری کوشش کرو، جب تک مسلمانوں نے احسان کی اہمیت کو سمجھا اور اچھی طرح عدل و انصاف کیا لوگوں نے اُن کی بالا دستی قبول کی، اور جب مسلمانوں نے عدل و انصاف اور احسان کو ترک کر دیا تو وہ ذلیل وخوار ہو گئے، اور لوگوں کی ماتحتی قبول کرنے پر مجبور ہو گئے۔

بزرگو اور بھائیو! ہر خطیب ہر جمعہ کو یہ آیت پڑھتا ہے اور مسلمانوں کو دستور خداوندی سے آگاہ کرتا ہے، مگر مسلمانوں کی حالت جوں کی توں ہے، نہ کوئی اس جامع ترین آیت کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، نہ اس پر عمل کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔

ایک سبق آموز قصّہ

بزرگو اور بھائیو! ایک قصہ سنو اور عبرت حاصل کرنے کی کوشش کرو، حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمہ اللہ کے داماد تھے حضرت مولانا عبدالحی صاحب، آپ شاہ عبدالعزیز کے داماد بھی تھے، شاگرد بھی اور مرید بھی تھے، ایک مرتبہ موصوف اپنے پیر و مرشد شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: مجھے صحابہ کرام جیسی نماز پڑھنا سکھا دیجئے، شاہ عبدالعزیز چونکہ آخر عمر میں بہت کمزور ہو گئے تھے، اور طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے تھے، اس لیے آپ نے فرمایا: احمد میاں سے سیکھ لو، احمد میاں سے مُراد حضرت سید احمد شہید رائے بریلوی

ہیں، جو شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد اور مولانا عبدالحی صاحب کے ساتھی تھے، لیکن مولانا عبدالحی صاحب نے ان کی طرف رجوع نہیں کیا —— کچھ دنوں کے بعد پھر شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: مجھے صحابہ کرام جیسی نماز پڑھنا سکھا دیجیے، شاہ صاحب نے فرمایا: میں نے آپ سے کہا تھا کہ احمد میاں سے سیکھ لو، ان سے کیوں نہیں سیکھتے ؟! مگر ساتھی کی ساتھی کے دل میں کوئی عظمت نہیں ہوتی، اس لیے دوبارہ کہنے کے باوجود ان کی طرف رجوع نہیں کیا۔

کچھ دنوں کے بعد پھر شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا: مجھے صحابہ کرام جیسی نماز پڑھنا سکھا دیجیے، شاہ صاحب نے فرمایا: میں تمھیں بار بار کہتا ہوں کہ: احمد میاں سے سیکھ لو، ان سے کیوں نہیں سیکھتے ؟! مگر موصوف کی طبیعت اُدھر مائل نہیں ہو رہی تھی۔

ایک دن عشاء کے بعد سید احمد شہید رائے بریلوی، حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کے بھتیجے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید اور حضرت مولانا عبدالحی صاحب اپنے کمرہ میں بیٹھے ہوئے تھے، اور حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ کر رہے تھے کہ سید احمد شہید رحمہ اللہ نے فرمایا: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پورے مُلک ہندوستان پر انگریزوں کا تسلُّط ہو جائے گا، اور مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا جائے گا، اور علماء کو پھانسی پر لٹکایا جائے گا، اور ایسا ہوگا ویسا ہوگا —— اس پر حضرت مولانا عبد الحی صاحب نے کہا کہ: اگر اتنے بڑے بُزرگ ہو اور پیشین گوئیاں کر رہے ہو تو مجھے صحابہ کرام جیسی دو رکعت نماز پڑھنا سکھا دیجیے!!

اتنا کہنا تھا کہ حضرت سید احمد رائے بریلوی رحمہ اللہ خاموش ہو گئے، اور اپنے بستر پر جا کر لیٹ گئے، مولانا عبدالحی صاحب اور مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید بھی اپنے اپنے بستر پر جا کر لیٹ گئے، کچھ دیر کے بعد سب سو گئے۔

مولانا عبدالحی صاحب فرماتے ہیں کہ جب آدھی سے زیادہ رات گذر گئی تو

حضرت سید احمد رائے بریلوی اُٹھے اور مجھے بیدار کرنے کے لیے آواز دینے لگے، عبد الحی! عبدالحی! میں گھبرا کر اُٹھا تو مجھے حکم دیا کہ جاؤ! صحابہ کرام جیسی وضو کر کے آؤ، جب میں وضو کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا: مسجد میں جاؤ اور صحابہ کرام جیسی دو رکعت نماز پڑھ کر میرے پاس آؤ، میں مسجد کی طرف چلا تو دوبارہ کہا کہ: صحابہ کرام جیسی نماز پڑھ کر آنا۔

مولانا عبدالحی صاحب فرماتے ہیں کہ: میں مسجد میں گیا اور دو رکعت نماز نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھی، ایسی نماز میں نے اپنی زندگی میں کبھی ادا نہیں کی تھی، مگر جب دو رکعت نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو میرے دل میں خیال آیا کہ ابھی تک میری نماز صحابہ کرام جیسی نہیں ہوئی ہے اس لیے دو رکعت اور پڑھیں اور ان کو مزید اچھا کرنے کی کوشش کی، مگر جب سلام پھیرا تو دل میں خیال آیا کہ ابھی تک میری نماز صحابہ کرام جیسی نہیں ہوئی ہے، اس لیے دو رکعت اور پڑھیں، اسی طرح دو دو رکعت پڑھتا رہا، اور اگلی نماز کو پچھلی نماز سے اچھا کرتا رہا، یہاں تک کہ فجر کی اذان ہوگئی، تو میں نماز موقوف کر کے دُعا مانگنے لگا کہ: اے پروردگار! میری نماز میں جو کوتاہیاں ہیں ان کو معاف فرما! اور مجھے صحابہ کرام جیسی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما!

حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرماتے ہیں کہ: میں یہ دُعا مانگ رہا تھا کہ حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ میرے پاس آئے، اور کہا: میں نے کہا تھا کہ صحابہ کرام جیسی دو رکعت نماز پڑھ کر میرے پاس آنا، تم کیوں نہیں آئے؟ میں نے عرض: میں کوشش کے باوجود صحابہ کرام جیسی نماز پڑھنے سے قاصر رہا، اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا، حضرت سید احمد شہید رائے بریلوی رحمہ اللہ نے فرمایا: نہیں! آج رات تم نے صحابہ کرام جیسی نماز پڑھی ہے۔

پھر حضرت سید احمد رائے بریلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: صحابہ کرام عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتے تھے، تاکہ تھکان دور ہو جائے، جب رات کا نصف حصہ یا نصف

سے کچھ زائد حصہ گزر جاتا تھا تو تہجد کی نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے، اچھی طرح وضو کرتے تھے، پھر نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، اور کوشش کرتے تھے کہ ان کی اگلی نماز پچھلی نماز سے بہتر اور اچھی ہو؛ اس لیے آپ بھی آئندہ اسی طرح نماز پڑھتے رہیں، جس طرح آج رات پڑھی ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت مولانا عبدالحی صاحب اور حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید؛ حضرت سید احمد شہید رائے بریلوی سے بیعت ہوگئے، اور مرتے دَم تک دونوں صاحبان اپنے پیرومرشد سید احمد شہید رائے بریلویؒ کے ساتھ رہے، اور حضرت کے نصائح سے خوب فائدہ اُٹھایا، اور حضرت کے ملفوظات کو قلم بند کیا، اور ''صراطِ مستقیم'' کے نام سے شائع کیا، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بُلند فرمائیں، اور ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں ——— اس واقعہ کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم پہلے اپنی نمازوں کو اچھا کرنے کی کوشش کریں، پھر دیگر اَعمال واَخلاق کو سنوانے کی فکر کریں۔

عزیز بھائیو اور پیاری بہنو! اگر آپ اچھے مسلمان بننا چاہتے ہیں تو اپنے عقائد کو اچھا کرو، یعنی اپنے ایمان ویقین کو پختہ کرو، اور خلافِ شرع نظریات وخیالات سے بچو، اور زندگی کے ہر شعبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل اِتباع کرو، اور صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلو، ان شاء اللہ دونوں جہانوں میں عزّت نصیب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورۂ آل عمران، آیت: ۳۱): '' تو کہہ: اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ تعالیٰ کی تو میری راہ چلو، تاکہ محبت کرے تم سے اللہ، اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ، رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ

رَضُوْا عَنْهُ، وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (سورۂ توبہ، آیت: ۱۰۰): ’’اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے، اور جنھوں نے ان کی پیروی کی اچھی طرح، اللہ راضی ہوا اُن سے، اور وہ راضی ہوئے اُس سے، اور تیار کر رکھے ہیں اُن کے واسطے باغ کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں، وہ رہا کریں گے ان ہی (باغوں) میں ہمیشہ، یہی ہے بڑی کامیابی‘‘۔ (دَستورِ خداوندی کی دوسری دفعہ یعنی اِحسان کی تشریح پوری ہوئی)

دستورِ خداوندی کی تیسری دفعہ کی تشریح

بھائیو اور بہنو! دَستورِ خداوندی کی تیسری دفعہ ہے: اِیتاء ذی القُربٰی یعنی قرابت والوں اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا، اوّلاً اللہ تعالیٰ نے عَدْل یعنی دوسروں کے حقوق ادا کرنے اور اپنے حقوق وصول کرنے کا حکم دیا ہے، اب رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کی تاکید کی جارہی ہے کہ قرابت والوں کے حقوق ادا کرنے کا خوب خیال رکھو، اور اس کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرو، شوہر کو چاہیے کہ بیوی کے حقوق ادا کرے، اور بیوی کو شوہر کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، ماں باپ کو چاہیے کہ اولاد کے حقوق ادا کریں، اور اولاد کو ماں باپ کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، بھائی؛ بہنوں کا خیال رکھیں، اور بہنیں؛ بھائیوں کا، وقِس علیٰ ہٰذا۔

اور قرابت دار بہت ہوں تو پہلے قریب ترین کا حق ادا کرو، پھر اس کے بعد جو قریب تر ہے اس کا حق ادا کرو، اور قرابت دار ایک درجہ کے ہوں تو سب کے ساتھ یکساں معاملہ کرو، کسی کو کسی پر ترجیح مت دو، ورنہ ناانصافی ہوگی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: ’’ایک مرد نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، اور عرض کیا

کہ میرے پاس ایک دینار (سونے کا سکہ) ہے (اس کو کس پر خرچ کروں؟) آپ نے فرمایا: اس کو اپنی ذات پر خرچ کر، اس نے کہا: میرے پاس دوسرا دینار ہے (اس کو کس پر خرچ کروں؟) آپ نے فرمایا: اس کو اپنے بچے پر خرچ کر، اس نے کہا: میرے پاس تیسرا دینار ہے، آپ نے فرمایا: اس کو اپنی بیوی پر خرچ کر، اس نے کہا: میرے پاس چوتھا دینار ہے، آپ نے فرمایا: اس کو اپنے خادم اور نوکر پر خرچ کر، اس نے کہا: میرے پاس ایک اور دینار ہے (اس کو کس پر خرچ کروں؟) آپ نے فرمایا: تو زیادہ جاننے والا ہے (کہ تیرے رشتہ داروں، پڑوسیوں اور ساتھیوں میں کون زیادہ مستحق ہے) اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے''۔(۱)

نیز حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حکیم بن جزام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بہتر صدقہ وہ ہے جو مال داری کی پشت سے ہو، (یعنی صدقہ کے بعد انسان کے پاس ضرورت کے بقدر مال رہنا چاہیے) اور ابتداء کر اس شخص سے جس کا نفقہ تجھ پر واجب ہے''۔اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے (۲)

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ: عِنْدِي دِيْنَارٌ؟ قَالَ: أَنْفِقْهُ عَلٰى نَفْسِكَ، قَالَ: عِنْدِي آخَرُ؟ قَالَ: أَنْفِقْهُ عَلٰى وَلَدِكَ، قَالَ: عِنْدِي آخَرُ؟ قَالَ: أَنْفِقْهُ عَلٰى أَهْلِكَ، قَالَ: عِنْدِي آخَرُ؟ قَالَ: أَنْفِقْهُ عَلٰى خَادِمِكَ، قَالَ: عِنْدِي آخَرُ؟ قَالَ: أَنْتَ أَعْلَمُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ.
(مشكاة المصابيح، ص:۱۷۱، بَابُ أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ)

(۲) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَ ابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ حَكِيْمٍ وَحْدَهُ. (مشكاة المصابيح، ص:۱۷۰، بَابُ أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ)

نیز حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو مال عطا فرمائیں تو اپنی ذات اور اپنے اہلِ بیت سے ابتداء کرے''۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ (۱)

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''اُن کے والد اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئے اور کہا: میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دیا ہے، آپ نے فرمایا: کیا تم نے اپنے ہر بچے کو اس کے مثل اور مانند دیا ہے؟ میرے ابا نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: تب تو غلام واپس لے لو ——— اور ایک روایت میں ہے: کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے آپ کے ساتھ یکساں سلوک کریں؟ میرے ابا نے کہا: کیوں نہیں!! آپ نے فرمایا: تب ایسا مت کرو'' اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے (۲)

☑ ان اَحادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرابت دار مختلف درجات کے ہوں تو پہلے قریب ترین کا حق ادا کرنا چاہیے، پھر اس کے بعد جو قریب تر ہے اس کا حق ادا کرنا چاہیے ——— اور قرابت دار ایک درجہ کے ہوں تو سب کے ساتھ یکساں معاملہ کرنا چاہیے، یہی عدل وانصاف کا تقاضا ہے۔

لیکن لوگ اس کا خیال نہیں رکھتے، کوئی بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے میں

---

(۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: إِذَا أَعْطَى اللهُ أَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (مشکاۃ،ص:۲۹۰، بَابُ النّفقات وحقّ المملوك)

(۲) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أَبَاهُ أَتٰى بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا، فَقَالَ: أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ، قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْجِعْهُ. وَ فِي رِوَايَةٍ: أَنَّهُ قَالَ: أَيَسُرُّكَ أَنْ يَكُوْنُوْا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَلَا إِذًا...... مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (مشکاۃ المصابیح،ص:۲۶۰، ۲۶۱، بَابُ الْعَطَايَا)

کوتاہی کرتا ہے، تو کوئی ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا، کوئی بھائی بہنوں کے ساتھ بُرا سلوک کرتا ہے، تو کوئی اَولاد کے درمیان برابری نہیں کرتا، جس کی وجہ سے ہم پریشان ہیں، اگر آپ راحت وسکون چاہتے ہیں تو دستورِ خداوندی کی اس دفعہ پر عمل کریں، ان شاء اللہ آپ کو دُنیا اور آخرت میں چین وسکون اور راحت نصیب ہوگی (دَستورِ خداوندی کی تیسری دفعہ کی تشریح پوری ہوئی)

دستورِ خداوندی کی چوتھی دفعہ کی تشریح

عزیز بھائیو اور پیاری بہنو! اللہ جلّ شانہ مَکارمِ اَخلاق اور اچھے اَعمال کا حکم دینے کے بعد کمینہ اَخلاق اور بُرے اَعمال سے منع فرما رہے ہیں، ارشاد ہے: ﴿وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ﴾: ''اور اللہ منع کرتا ہے بے حیائی سے، اور نامعقول کام سے، اور سرکشی سے''۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے جن کاموں سے منع فرمایا ہے اُن میں سے پہلا فَحْشَآءِ ہے، اور فَحْشَآءِ کے معنی ہیں: بے حیائی کے کام جیسے زنا، متعہ، لواطت، ہم جنسی پرستی اور اُن کے دَواعی، مشت زنی اور ننگی تصویریں کھینچنا اور کھینچوانا وغیرہ، یہ کمینوں کے کام ہیں، مسلمانوں کو ان سے کوسوں دور رہنا چاہیے اور ایسے لباس سے بھی پرہیز کرنا چاہیے جو شہوت انگیز ہے، نہ فحش گالیاں دینی چاہئیں، نہ فحش گانے سننے چاہئیں، نہ فحش ناولیں پڑھنی چاہئیں، نہ فحش تصویریں دیکھنی چاہئیں (یہ دَستورِ خداوندی کی چوتھی دفعہ ہے)

دستورِ خداوندی کی پانچویں دفعہ کی تشریح

اور اللہ جلّ شانہٗ نے اس آیت کریمہ میں جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان میں سے دوسرا مُنْكَرْ ہے، مُنْكَرْ کے معنی ہیں: نامعقول کام یعنی ایسے کام جن کو عقل

سلیم اچھا نہیں سمجھتی، بلکہ بُرا جانتی ہے، جیسے شرک وکفر، بدعت، خیانت، رشوت، جھوٹ، دغابازی، دھوکا دَہی، وعدہ خلافی، عہد شکنی، شراب نوشی، سود خوری، اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنا وغیرہ؛ یہ سب نامعقول کام ہیں، اس لیے مسلمانوں کو ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔ (یہ دَستورِ خداوندی کی پانچویں دفعہ ہے)

دستورِ خداوندی کی چھٹی دفعہ کی تشریح

اور تیسرا کام جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے وہ اَلْبَغْيُ ہے، اَلْبَغْيُ کے معنی ہیں: سرکشی، اور یہاں سرکشی سے مراد اللہ کی مخلوق پر ظلم وزیادتی کرنا اور ان کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرنا ہے، یہ بھی رذیلوں کے کام ہیں، اس لیے مسلمانوں کو ظلم وزیادتی، دہشت گردی اور قتل وغارت گری سے بچنا چاہیے۔

خاص طور پر دُلہنوں اور عورتوں کو ناحق مارنے پیٹنے سے، ستانے اور جلانے سے، جہیز اور تِلک کا مطالبہ کرنے سے کلّی اِجتناب کرنا چاہیے، یہ بھیانک ظلم اور انتہاء درجہ کی سرکشی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک عورت کو ایک بلّی کی وجہ سے سزا دی گئی جس کو اس نے باندھ رکھا تھا، یہاں تک کہ بھوک کی وجہ سے (تڑپ تڑپ کر) مرگئی، وہ عورت بلّی کو نہ کھلاتی تھی نہ چھوڑتی تھی کہ چوہے وغیرہ کھا کر اپنا پیٹ بھر سکے'' یہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے۔ (۱)

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِيْ هِرَّةٍ أَمْسَكَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ مِنَ الْجُوعِ، فَلَمْ تَكُنْ تُطْعِمُهَا وَ لَا تُرْسِلُهَا فَتَأْكُلَ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (مشکاۃ شریف، ص: ۱۶۸، بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَةِ)

بزرگو اور بھائیو! غور کرو، جب بلّی کو ستانے پر سزا ہے تو عورتوں اور دُلہنوں کو ستانے اور جلانے، ناحق مارنے اور پیٹنے پر سزا نہیں ہوگی؟! یقیناً ہوگی اور سخت ترین سزا ہوگی اور کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

عزیز بھائیو اور پیاری بہنو! ترمذی شریف میں ایک صحابی کا بڑا سبق آموز واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس کو سنو اور عبرت حاصل کرو:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک صاحب آئے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے، پھر انہوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! میرے چند غلام (اور نوکر چاکر) ہیں، جو میرے سامنے جھوٹ بولتے ہیں، میرے مال میں خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں، اور میں ان کو برا بھلا کہتا ہوں اور مارتا پیٹتا ہوں، پس میرا ان کی وجہ سے کیا حال ہوگا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو انہوں نے تمہارے ساتھ جو خیانت کی ہے، اور تمہاری جو نافرمانی کی ہے، اور تمہارے سامنے جو جھوٹ بولا ہے اس کا حساب کیا جائے گا، اور تم نے ان کو جو سزا دی ہے اس کا بھی (حساب کیا جائے گا) پھر تم نے ان کو جو سزا دی ہے وہ ان کے گناہوں اور شرارتوں کے بقدر ہے تو معاملہ برابر سرابر ہو جائے گا، نہ تمہارے لیے نفع ہوگا، نہ نقصان، اور اگر تم نے ان کو جو سزا دی ہے وہ ان کے گناہوں اور شرارتوں سے کم ہے، تو تمہارے لیے بہتر ہوگا، اور اگر تم نے ان کو جو سزا دی ہے وہ ان کے گناہوں سے زیادہ ہے، تو ان کے لیے تم سے زیادتی کا بدلہ لیا جائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الگ ہو کر رونے چلانے لگے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: کیا تم اللہ کا یہ ارشاد نہیں پڑھتے؟ ﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ. فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئاً . وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَ كَفٰى بِنَا

حٰسِبِیْنَ﴾ (سورۂ انبیاء آیت: ۴۷)

(ترجمہ) اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو رکھیں گے، پھر کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی (کوئی نیک یا برا) عمل ہوگا، تو ہم اس کو لے آئیں گے، اور ہم حساب کرنے کے لیے کافی ہیں۔

ان صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنے لیے اور ان کے لیے ان کی جدائی اور علیحدگی سے بہتر کوئی چیز نہیں پاتا ہوں، آپ گواہ رہیں کہ وہ سب آزاد ہیں۔[۱] (یہ دستورِ خداوندی کی چھٹی دفعہ ہے)

---

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَآءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ لِيْ مَمْلُوْكِيْنَ يُكَذِّبُوْنَنِيْ، وَ يَخُوْنُوْنَنِيْ وَ يَعْصُوْنَنِي، وَ أَشْتِمُهُمْ وَ أَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُحْسَبُ مَا خَانُوْكَ وَ عَصَوْكَ وَ كَذَّبُوْكَ وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَ لَا عَلَيْكَ، وَ إِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ دُوْنَ ذَنْبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ، وَ إِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِهِمْ، أُقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ، فَتَنَحَّى الرَّجُلُ، وَ جَعَلَ يَهْتِفُ وَ يَبْكِيْ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: أَمَا تَقْرَأُ قَوْلَ اللهِ تَعَالٰى: ﴿وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَ كَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ﴾، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا أَجِدُ لِيْ وَ لِهٰؤُلَاءِ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ، أُشْهِدُكَ أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ أَحْرَارٌ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. (مشکاۃ شریف، ص: ۴۸۶ و ۴۸۷، بَابُ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ وَالْمِيْزَانِ)

اخیر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾: ’’اللہ تم کو سمجھاتا ہے، تاکہ تم یاد رکھو‘‘۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آپ اچھے انسان اور اچھے مسلمان بننا چاہتے ہیں تو مَکارمِ اَخلاق اور اچھے اَعمال سے اپنے آپ کو آراستہ کیجئے، اور کمینہ اَخلاق اور بُرے اَعمال سے اپنے آپ کو پاک کیجئے، ان شاء اللہ دونوں جہانوں میں عزّت و رِفعت نصیب ہوگی، اللہ تعالیٰ ہمیں دونوں جہانوں میں راحت وسکون اور عزّت و رِفعت نصیب فرمائیں، آمین یا ربّ العالمین برحمتک یا ارحم الراحمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

یہ والد محترم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری کی سوانح حیات اور دینی، تعلیمی، تصنیفی، تبلیغی و اصلاحی خدمات کی وضاحت ہے، مزید تفصیل جاننا چاہتے ہیں تو راقم الحروف کی تالیف ’’آبِ حیات‘‘ کا مطالعہ کریں جس کو احقر نے اپنے مکتبہ: ’’دارالعرفان دیوبند‘‘ سے شائع کیا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ!

مصطفیٰ امین پالن پوری ثم دیوبندی
معاون مرتب فتاوی دارالعلوم دیوبند
۲۹/ محرم الحرام، سنہ ۱۴۴۲ھ
۱۸/ ستمبر، سنہ ۲۰۲۰ء، بہ روز جمعہ

ضروری ہدایات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ......امید کہ مزاج گرامی قرین عافیت ہوگا......محترمی ومکرمی!

ہمیں خوشی اور امید ہے کہ آپ اپنی تمام مطلوبہ کتابوں کے لیے اپنے محبوب مکتبہ: ''دار العرفان دیوبند'' کو خدمت کا موقع ضرور عنایت فرمائیں گے۔ خِدْمَتُكُمْ شَرَفٌ لَنَا.

واضح رہے کہ آپ کے آرڈر کی کتابوں کی تمام واجبی رقم پیشگی اکاؤنٹ میں جمع ہوجانے کے بعد ہی آپ کا محبوب مکتبہ: ''دار العرفان دیوبند'' اپنے اصول وضوابط کے پیش نظر فرمائشی کتابیں روانہ کرتا ہے؛ آپ کے تعاون سے ہم زیادہ بہتر طریقے سے آپ کی خدمت انجام دے سکیں گے۔ فَجَزَاكُمُ اللهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ فِي الدَّارَيْنِ.

کتابوں کی قیمتیں گاہ بہ گاہ تبدیل ہوتی رہتی ہیں؛ اس لیے آرڈر روانہ کرتے وقت بازار میں کتابوں کی جو قیمتیں رائج ہوں گی وہی قیمت وصول کی جائے گی۔

ہماری فہرست میں اگر آپ کی ضرورت اور پسند کی کتابوں کا نام نہ بھی ہو تب بھی برائے کرم آپ ہم سے ان کتابوں کے بارے میں ضرور رابطہ فرمائیں؛ ان شاء اللہ ہم آپ کی مطلوبہ کتابیں فراہم کرنے کی سعی کامل کریں گے۔

ہمیشہ مصارف پوسٹ یا ٹرانسپورٹ یا کوریئر وغیرہ خریدار کو ادا کرنے ہوتے ہیں۔

ہم سے کوئی شکایت ہو تو خدارا اسے دور فرمالیں؛ ہم آپ کو تکلیف دے کر خوش نہیں ہوں گے، اور آپ بھی ہمیں تکلیف نہ دیں۔ اللہ ہم سب کو معاف فرمائیں۔ آمین!

دِینی اور دَرسی کتابوں کے ناشر وتاجر اور ہول سیلر

دار العرفان دیوبند

098370 94598

080061 10900